مُسلسل اشاعت
آٹھویں سال کا نواں شمارہ

دی کونسل آف جرائد اہلسنت
رکن

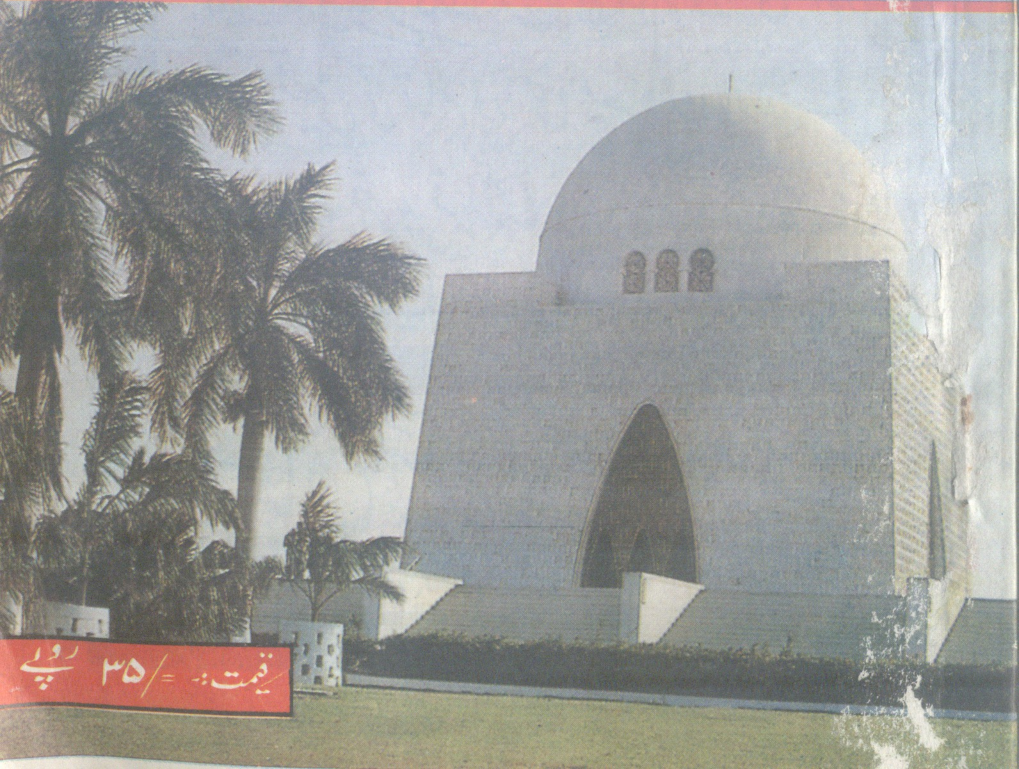
اہلسنت و جماعت کا ترجمان
فکرِ رضا کا امین
اردو۔ انگریزی
لاہور
ماہنامہ

کنز الایمان

چیف ایڈیٹر:- محمد نعیم طاہر رضوی
محمد الیاس نقشبندی

قائدِ اعظم نمبر

ستمبر ۱۹۹۸ء



قیمت:- ۳۵/= روپے

بفیضانِ نظر: مجدّدِ دین وملّت شاہ احمد رضا خان حنفی بریلوی علیہ الرحمۃ

حکومت پنجاب کے سرکلر نمبر ۹۶/۵/۴-۴ (A-17) S-5 کے تحت سکولوں کالجوں ٹیکنیکل اداروں اور پبلک لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

اہلسنّت وجماعت کا ترجمان، فکرِ رضا کا امین

ماہنامہ کنز الایمان لاہور

پاکستان

اردو - انگریزی

چیف ایڈیٹر: محمد نعیم طاہر رضوی

جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ | جلد ۸ | شمارہ ۹ | ستمبر ۱۹۹۸ء

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے — سالانہ: ۱۱۰ روپے

ڈرافٹ ماہنامہ کنز الایمان اکاؤنٹ نمبر ۱۷-۵۶۸۵ حبیب بینک، لاہور کینٹ پاکستان

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکہ ۲۵ ڈالر بذریعہ ہوائی جہاز — عراق ۹ ڈالر بذریعہ ہوائی جہاز
یورپ ۲۳ ڈالر بذریعہ ہوائی جہاز — ایران ۹ ڈالر بذریعہ ہوائی جہاز
عرب ممالک ۲۰ ڈالر بذریعہ ہوائی جہاز — ترکی ۹ ڈالر بذریعہ ہوائی جہاز

خط وکتابت وترسیلِ زر کا پتہ

ماہنامہ کنز الایمان دہلی روڈ - صدر بازار - لاہور چھاؤنی پاکستان، پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۸۱۰

فون نمبرز: ۳۷۱۹۲۷ - ۳۷۲۹۲۷

اس شمارے میں

ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

از۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱ لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

۲ اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی من بے کس و طوفان ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

۳ یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِیْ چو بطیبہ رسی عرضے بکنی!
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

۴ لَکَ بَدْرٌ فِی الْوَجْہِ الْاَجْمَلْ خط ہالۂ مہ زُلف ابرِ اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی برن برسا جانا

۵ اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّ سَخَاکَ اَتَمّ اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رِم جھم رِم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

۶ یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَکْ رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سُنا جانا

۱ لَقَلْبُ تَسْبَحُ وَالْھَمْ شُجُوْن دل زار چناں جاں زیرِ چنوں
پت اپنی بپت میں کا سے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

۲ اَلرُّوْحُ فِدَاکَ فَزِدْ حَرَقًا یک شعلہ وگر بر زن بھتا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے چلا جانا

بس خامۂ خامِ نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشادِ احبّا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

مختصر تعارف کنزالایمان سوسائٹی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ دنیائے اسلام اس عظیم شخصیت کے کارناموں سے بخوبی واقف ہے۔ خصوصاً تصنیف و تالیف میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کو اعلیٰ مقام حاصل ہے جہاں انہوں نے مختلف علوم و فنون پر ایک ہزار سے زیادہ کتب تصنیف کیں وہاں انہوں نے قرآن حکیم کا ترجمہ بنام "کنزالایمان" بھی کیا یہ ترجمہ ان کی دوسری تصانیف کی طرح ان کے عشق رسول ﷺ کا آئینہ دار ہے

کنزالایمان سوسائٹی کا قیام اسی ترجمہ قرآن حکیم کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں مارچ ۱۹۸۳ء میں عمل میں آیا۔

اغراض و مقاصد

۱۔ اردو ترجمہ قرآن "کنزالایمان" کی اشاعت و مفت تقسیم۔

۲۔ اختر رضا لائبریری کا قیام۔

۳۔ اعلیٰ حضرت فری ڈسپنسری کا قیام۔

۴۔ گنج بخش سائنس کالج کا قیام۔

۵۔ اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کی ترویج و اشاعت کے لئے

غیر مطبوعہ و نایاب کتب و رسائل کی معیاری اشاعت و تقسیم

۶۔ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں " امام احمد رضا کانفرنس " کا انعقاد۔

۷۔ اسلامی، قومی تہواروں پر خصوصی اجتماعات کا اہتمام

۸۔ درس قرآن و حدیث کا خصوصی اہتمام کرنا

۹۔ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہنا

خدمات کا مختصر جائزہ

۱۔ اختر رضا لائبریری

۱۹ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو دہلی روڈ صدر بازار لاہور چھاونی میں " اختر رضا لائبریری " کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ لائبریری نبیرہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد اختر رضا خان الازہری قادری بریلوی مدظلہ العالی صدر سنی جمعیت العلماء ہند کے نام نامی سے منسوب ہے۔

لائبریری میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق ہزاروں مفید ترین کتب اور ۱۰۰ سے زائد رسائل و جرائد کے علاوہ اخبارات اور علمائے کرام کی تقاریر، نعت خوانی اور دروس قرآن کے آڈیو ویڈیو کیسٹ عوام کے استفادہ کے لئے بلا معاوضہ موجود ہیں۔

قرب و جوار کے تشنگان علم شام کے اوقات میں لائبریری آکر سیر ہوتے ہیں ۔ لائبریری کے قیام سے لے کر اب تک کے اخبارات رسائل و جرائد کے فائل بھی محفوظ ہیں ۔

۲۔ قاری کلاس

سوسائٹی کی جانب سے چالیس روزہ قاری کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں سولہ سال سے پینسٹھ سال کی عمر تک کے احباب ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔ سینکڑوں طلباء اس کلاس کے ذریعے ناظرہ قرآن پاک پڑھ چکے ہیں ۔ قاری کلاس کے طلباء کو کورس کی کتابیں اور کاپیاں، پن وغیرہ بھی سوسائٹی کی طرف سے مفت مہیا کی جاتی ہیں اور کلاس کے اختتام پر اسناد و دیگر کتب کے علاوہ مترجم قرآن پاک کنزالایمان کے نسخے بھی تمام طلبہ میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں ۔

۳۔ مقدس اوراق کو بے حرمتی سے بچانا

سوسائٹی کی جانب سے قرآن حکیم و حدیث شریف کے مقدس اوراق کو دفتر میں جمع کر کے انہیں اسلامی طریقہ سے تلف کر دیا جاتا ہے ۔

۴۔ معاشرہ میں غیر شرعی حرکات روکنا

کنزالایمان سوسائٹی کی طرف سے اصلاح معاشرہ کے لئے مختلف مواقع پر علمی مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے جن میں علمائے کرام اپنی بصیرت افروز تقاریر کے ذریعے معاشرہ میں موجودہ برائیوں کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سوسائٹی کی طرف سے اصلاحی پوسٹر بھی شائع کئے جاتے ہیں جن میں عوام کو غیر شرعی رسومات کو ترک کرنے کی تلقین کی جاتی ہے اب تک درج ذیل عنوانات کے تحت ہزاروں کی تعداد میں پوسٹر شائع کئے جا چکے ہیں۔

☆۔ محکمہ اوقاف سے اپیل (درگاہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں)

☆۔ کیا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا یا کیا تھا کہ؟

☆۔ اپیل بنام اسسٹنٹ کمشنر صاحب (جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ڈسکوڈانس وغیرہ کے بارے میں)

☆۔ آخری چہار شنبہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

۵۔ کتب و رسائل کی اشاعت

سوسائٹی کی طرف سے اب تک درج ذیل عنوانات کے تحت کتب و رسائل ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے مفت تقسیم کئے

جاچکے ہیں۔

(۱) لمحہ فکریہ (۲) چالیس احادیث نبوی ﷺ (۳) وصایا قمریہ

(۴) شاہ فہد کے نام مکتوب گرامی۔

کئی ایک مسودے سرمایہ کی کمی کے پیش نظر اشاعت کے منتظر ہیں۔

۶۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس کا انعقاد

سوسائٹی کے زیر اہتمام ۱۹۸۷ء سے الحمرا ہال لاہور میں امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ہر سال ملکی سطح پر "امام احمد رضا کانفرنس" نہایت تزک و احتشام کے ساتھ انعقاد پذیر ہوتی ہے جس میں ملک بھر سے علماء، مشائخ دانشور، شاعر، ادیب، قانون دان، اور صحافی وغیرہ امام اہل سنت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

۷۔ ماہنامہ "کنزالایمان" لاہور کا اجراء

سوسائٹی کے زیر اہتمام مارچ ۱۹۹۱ء سے انگریزی اور اردو میں ماہنامہ "کنزالایمان" کا اجراء کیا جاچکا ہے جس کے ذریعے دین اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کی اشاعت و ترویج کا کام کیا جارہا ہے

آئندہ عزائم

گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فری سائنس کالج

مخدوم الاولیاء سند الواصلین حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں گنج بخش کالج کے قیام کا منصوبہ ہے جہاں پر مستحق و نادار طلباء کی سرپرستی کی جائے گی اور انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے مفت تعلیمی سہولتیں فراہم کی جائیں گی تاکہ وہ معاشرہ میں اپنا مقام بنا سکیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فری ڈسپنسری

شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ڈسپنسری کے قیام کا منصوبہ ہے جہاں پر غریب و متوسط طبقہ کے افراد کو علاج معالجہ کی مفت سہولتیں دستیاب ہوں گی۔

قرآن پاک کی اشاعت و مفت تقسیم

دنیا کے دیگر مذاہب کی مقدس کتب کی تقسیم مفت ہوتی ہے ان کا کوئی ہدیہ نہیں لیا جاتا لیکن قرآن حکیم جو کہ دنیا کے ایک

ارب مسلمانوں کی الہامی کتاب ہے کو حاصل کرنے کے لئے ہدیہ دینا پڑتا ہے۔ "کنزالایمان سوسائٹی" کا سب سے اہم اور بڑا منصوبہ یہی ہے کہ قرآن پاک کو وسیع پیمانے پر شائع کر کے اس کو مفت تقسیم کیا جائے، اس منصوبہ پر لاکھوں روپے کی لاگت آئے گی اس لئے اس کی اشاعت کے لئے ایک علیحدہ فنڈ قائم کردیا گیا ہے جس میں صرف اشاعت قرآن پاک کے لئے فنڈ جمع ہوگا اس کا نام "کنزالایمان فنڈ" ہے قرآن پاک اردو ترجمہ کے علاوہ دنیا کی دیگر زبانوں میں علیحدہ علیحدہ شائع کیا جائے گا۔

کنزالایمان سوسائٹی اپنے ان عظیم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہے لیکن اس گراں دور میں علوم و فنون اور قرآن کی خدمت کچھ آسان کام نہیں ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ صاحب ثروت حضرات سوسائٹی کی سرپرستی فرماتے ہوئے مقدور بھر تعاون فرمائیں تاکہ یہ منصوبہ جات پایہ تکمیل کو پہنچیں۔

ترسیل زر کا پتہ

محمد نعیم طاہر رضوی۔ بانی و صدر

کنزالایمان سوسائٹی دہلی روڈ لاہور کینٹ پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر 54810

فون نمبرز 375454۔ 371927-372927

بذریعہ چیک ڈرافٹ بنام "کنزالایمان سوسائٹی" کا بنوا کر بھیجیں۔

حبیب بینک لیمٹڈ لاہور کینٹ برانچ اکاونٹ نمبر 34-5109

ادار یہ

قائداعظم کی مخالفت کیوں ؟

قائداعظم محمد علی جناح ایک ہمہ جہت شخصیت تھے آپ اعلیٰ پائے کے سیاستدان کہنہ مشق وکیل اور بے لوث رہنما تھے - مگر آپ کی شخصیت کے کئی پہلو اب تک یا تو وقت کی دبیز تہوں میں جمے رہے یا ان پر بہت کم توجہ دی گئی جس سے مخالفین کو اعتراض کرنے کے مواقع ملے یہ اعتراضات شکست خوردہ عناصر اور گاندھی و نہرو کے ان معتقدین کی طرف سے کیے گئے جنہیں تقسیم کے بعد پناہ تو پاکستان میں ملی مگر اپنی خصلت سے مجبوری کی بنا پر کبھی ان حضرات نے محمد علی جناح کو پارسی کہا کبھی شیعہ کا لیبل لگایا تو کبھی ان کو سیکولر نظریات کا علمبردار کہا-

ماہنامہ "کنزالایمان" کے اس خصوصی شمارے "قائداعظم نمبر" کا مقصد قائداعظم محمد علی جناح کی شخصیت پر لگائے جانے والے ایسے ہی الزامات کا جواب دینا ہے کیونکہ مخالفین پاکستان کو جب بھی موقع ملتا ہے تو وہ اپنے بغض کا اظہار کرنے سے نہیں چوکتے - اگست ۱۹۹۷ء میں ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک میں ابو سلمان شاہجہان پوری نے "نظریہ پاکستان اور بانی پاکستان" کے عنوان سے ایک مضمون میں تخلیق پاکستان پر جہاں پرانے اعتراضات دہرائے ہیں وہیں ذات قائد کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے - ابو سلمان شاہجہانپوری مولانا ابوالکلام آزاد کے انتہائی معترف اور شیدائی ہیں یوں نظریاتی تعلق کی بناء پر انہوں نے اپنا فریضہ سرانجام دیا ہے-

اہلسنت کی ممتاز علمی شخصیت نامور محقق سید صابر حسین شاہ بخاری نے جواب آں غزل کے طور پر شاہجہانپوری صاحب کو انتہائی مفصل جواب دیا ہے اور

عملی تعاقب کرتے ہوئے ان کے دونوں بڑے اعتراضات یعنی کہ قائداعظم شیعہ تھے اور قائداعظم پاکستان کو اسلامی ریاست کی بجائے سیکولر ریاست بنانا چاہتے تھے ان دونوں اعتراضات کا جامع اور مدلل جواب دیا ہے۔

ابو سلمان شاہجہان پوری صاحب نے مسلم لیگ کو بھی کانگریس کی طرح سیکولر جماعت قرار دیا ہے مگر ان کی یہ بات حقائق کے برعکس ہے کیونکہ مسلم لیگ تو برملا خود کو مسلمانوں کی نمائندہ جماعت کہتی تھی مگر کانگریس سیکولرازم کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو اپنے پُرفریب جال میں پھنسا کر برصغیر میں رام راج قائم کرنا چاہتی تھی اور اس مقصد کے لیے اسے شاہجہانپوری صاحب کے مکتبہ فکر کے مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد مدنی جیسے ملت فروش حضرات کی خدمات بھی حاصل تھیں جو مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک قوم قرار دے کر رام راج کی راہ ہموار کر رہے تھے حالانکہ یہ بات واضح تھی کہ اگر اسلام کو بحیثیت ایک تمدنی طاقت کے زندہ رہنا ہے تو ایسا ایک الگ مملکت میں ہی ممکن تھا کیونکہ انگریز کے برصغیر سے چلے جانے کے بعد یہاں مسلم بادشاہت یا حکومت تو پھر سے قائم نہیں ہونی تھی اور جس طرح کا سلوک ہندو مسلمانوں سے کرتے اس کا مظاہرہ مسلمان ۱۹۳۷ کی کانگریسی وزارتوں کے دوران دیکھ چکے تھے کانگریس کا سیکولرازم کا دعویٰ بھی اسی لیے تھا کہ انگریز اسے سارے ہندوستان کی نمائندہ جماعت سمجھ کر اقتدار اس کے حوالے کر کے نکل جائیں اور پھر کانگریس مسلمانوں سے ہزار سالہ دور غلامی کے بدلے گن گن کر لے سکے۔

اس نمایاں فرق کے باوجود شاہجہانپوری صاحب کا مسلم لیگ کو کانگریس کی طرح سیکولر جماعت قرار دینا ان کی یک طرفہ سوچ کا آئینہ دار ہے۔

قائداعظم پر سیکولر ہونے کا الزام بھی ابو سلمان شاہجہانپوری صاحب کی قائداعظم محمد علی جناح کے نظریات اور خیالات سے عدم واقفیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ قائداعظم محمد علی جناح نے واضح اور برملا انداز میں بار بار پاکستان میں اسلامی اصولوں کے مطابق آئین کے نفاذ کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میری جدوجہد کا مقصد لا الہ الا اللہ کی مملکت کا قیام ہے۔ تحریک پاکستان کے دوران قائداعظم جہاں بھی گئے آپ نے پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے کا اعلان کیا اور فرمایا کہ ہمارا آئین تو تیرہ سو سال پہلے مرتب ہو چکا ہے ہمیں کسی نئے آئین کی ضرورت نہیں۔

اقلیتوں کے بارے میں قائداعظم نے واضح موقف اختیار کیا تھا۔

شاہجہانپوری صاحب نے اسے بھی سیکولرازم قرار دیا ہے اور کہا کہ قائداعظم نے تمام فرقوں کی مساوات کا ذکر کیا ہے اسلام کا ذکر نہیں اسے شاہجہانپوری صاحب کی کم علمی ہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ اسلامی تاریخ سے بھی آگاہ نہیں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ نے نہ صرف اقلیتوں کو حقوق عطا کیے بلکہ مدینہ کی اسلامی ریاست میں ان پر عمل کر کے بھی دکھایا تھا تو اگر قائداعظم نے ان حقوق کا اعادہ کیا تو وہ اسلامی تعلیمات کے دائرے میں آتا ہے نہ کہ سیکولرازم کی۔

اس کے علاوہ قائداعظم پر شیعہ ہونے کا بھی الزام شاہجہانپوری صاحب نے لگایا ہے اس کا انتہائی مدلل اور بھرپور جواب سید صابر حسین شاہ صاحب نے الگ

عنوان "کیا قائداعظم شیعہ تھے؟" کے تحت دیا ہے اس کے علاوہ اس خصوصی نمبر کا تیسرا اور بہت روح پرور موضوع قائداعظم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہے جسے صابر حسین شاہ صاحب نے بہت ہی تحقیق کے بعد مرتب کیا ہے۔

یہ پورا شمارہ (قائداعظم نمبر) فاضل محقق سید صابر حسین شاہ کی خصوصی کاوشوں کا ثمر ہے جنہوں نے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے عظیم قائد کی کردار کشی کا میدان عمل میں آکر اپنے زور قلم اور جوش ایمانی سے جواب دیا ہے اور جس طرح اہلسنت کے مشائخ اور علماء نے تحریک پاکستان میں قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا تھا اب ان کی ذات کا دفاع بھی اہلسنت ہی کے حصے میں آیا ہے۔

مذہبی رسالوں میں ماہنامہ "کنزالایمان" کو ہی سب سے پہلے قائداعظم نمبر شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے جو کہ اس سے قبل تحریک خلافت و ترک موالات نمبر، ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی شہید نمبر، تحریک پاکستان نمبر اور ختم نبوت نمبر شائع کر چکا ہے ہم امید کرتے ہیں کہ گذشتہ خصوصی شمارہ کی طرح قائداعظم نمبر بھی علمی حلقوں میں پذیرائی حاصل کرے گا۔

اے اللہ، ہمارے ملک کو امن کا گہوارہ بنا دے

"اوجِ فہم و فراست و سیاست"

۱۴۱۹ھ

"بااقبال قیادت کا تذکرہ"

۱۹۹۸ء

قطعۂ تاریخ طباعت

ماہنامہ "کنز ایمان" لاہور شمارہ ستمبر ۹۸ء (قائدِ اعظم نمبر)

بانیٔ ارضِ پاک، قائد کا
جانتے ہیں مقام اہلِ شعور
مونسِ اُمّت محمد ﷺ تھا
وہ غلامِ حبیبِ ربِّ غفور
اُس نے اِس کو دلائی آزادی
اُس کا احسان ہے، نہیں ہے قصور
اہلِ اسلام ہو چکے کے
تھے غلامی سے بیکس و مجبور
ختم ہو جائے دورِ محکومی
جدوجہد اُس جری نے کی بھرپور

کوئی ذاتی غرض نہ تھی اُس کی
اُس کو قومی مفاد تھا منظوُر
پیکرِ استقامت و جُرأت
مردِ باحوصلہ جسوُر و غیوُر
وہ نشاں دانش و فراست کا
علم میں فکرو غور میں مشہوُر
دوُر اندیش ، دیدہ ور ، دانا
انتہائے خرَد ، کمالِ شعوُر
گوہرِ ناب خوبیٔ گفتار
حُسنِ کردار کا نگینۂ نوُر
صادق القول ، بے ریا بے لوَث
تھا وہ کِذب و منافقت سے نفوُر
مردِ حُر مردِ مومن اِقبالؒ
بخششِ کبریا ، عطائے حضوُر
تمکنت کا پہاڑ ، کوہِ وقار
وہ تھا خود دار وہ نہ تھا مغرُور
پاک تحریک میں خُدا نے اُسے
از طفیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم ، کیا منصوُر
پھر نہ چشمِ زمانہ نے دیکھا
کوئی اُس کا مثیل نزد نہ دُور

اُس پہ تھا مہربان خُدائے بزُرگ
اُس پہ تھی لُطف کی نگاہِ حضوُر

اِک جریدہ ہے نام کا "الحق"
جیسے زنگی کا نام ہو کافور

اس کا کتمانِ حق ہے نصب العین
اس کا کِذب و دروغ ہے منشوُر

"خاص نمبر" جو اس نے چھاپا ہے
اس میں اکثر ہیں اختلافی اموُر

اتہامات کا پلندہ ہے
صفحہ صفحہ ہے جھوُٹ سے معموُر

حق سے باطل کی دُشمنی ہے قدیم
ہے ازل سے جدالِ ظُلمت و نور

"کانگریسی جمورا" تُو سلمان
بُوالکلامی خُوشامدی مشہوُر

کوئی موقع ہو یہ رذیل انسان
طعن قائدؒ پہ توڑتا ہے ضرور

گنداُس نے اُچھالا قائدؒ پر
شرفا کا بھلا ہے یہ دستور؟

دانت درست تن درست



دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی صحت کے لیے انتہائی مؤثر نباتاتی

مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

اچھی صحت کا دار و مدار صحت مند دانتوں پر ہے۔ اگر دانت خراب ہوں یا عدم توجہی کے باعث گر جائیں تو انسان دُنیا کی بہت سی نعمتوں اور لذتوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ زمانۂ قدیم سے صحتِ دندان کے لیے انسان درختوں کی شاخیں بطور مسواک استعمال کرتا آیا ہے۔ ہمدرد نے تحقیق و تجربات کے بعد دار چینی، لونگ، الائچی اور صحتِ دہن کے لیے دیگر مفید نباتات کے اضافے کے ساتھ "مسواک ٹوتھ پیسٹ" تیار کیا ہے جو دانتوں کو صاف اور سفید رکھنے کے ساتھ مسوڑھوں کو بھی مضبوط، صحت مند اور محفوظ رکھتا ہے۔

سارے گھر کا ٹوتھ پیسٹ

مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

مسواک کے قدرتی خواص، صحتِ دنداں کی مضبوط اساس

ہمدرد

مدینۃ الحکمہ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ

Adarts-HMPT-22/95

آدمی ایسی سوچ کا مالک
جسدِ قوم کا ہے اک ناسُور

امن کی ہو فضا وطن میں خراب
یہ ہے ہرکارۂ فسادو فتوُر

دن کو اندھا اگر نہ دیکھ سکے
مِہر روشن کا اس میں کیا ہے قصوُر

اِک زغن عیب جوُ ہے شاہیں کا
شیر کا نقطہ چیں ہے لنگوُر

اِک ممولا ہے ناقدِ شہباز
ایک تنکا حریفِ شعلۂ طوُر

کب مساوی ہیں اے اُولوُ الالباب
مئے ناپاک اور شراب طہوُر

شیعہ مسلک کا تھا وہ دلدادہ
کیا غلط بات اُس نے کی مذکوُر

اُس کی تحریک میں معاون تھے
اہلِ سُنّت کے مُقتدا مشہوُر

ہو گا مبنی کتاب و سُنّت پر
بالیقیں ارض پاک کا دستوُر

سینکڑوں مرتبہ کہا اُس نے
ہیں ہزاروں گواہ اناشاو ذکوُر

خوب صابر حسین نے لکھا
یہ جوابِ جریدۂ مذکور
اِک ذخیرہ ہے یہ حقائق کا
نہیں جذباتیت کا اِس میں وفور

یہ جو لکھا گیا جواب سدید
تھا خدائے کریم کو منظور
تھی دِلی آرزو میری طارق
اِس کی تکمیل سے ہوں میں مسرور۔

انتساب

بنام

حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کے مقام شناس مجاہد تحریک آزادی، رئیس الاحرار، فخر السادات سید فیض الحسن المعروف

مولانا حسرت موہانیؒ

سال ہا گوش جہاں زمزمہ زا خواہد بود
زیں نواہا کہ دریں گنبد گرداں زدہ بود

(حافظ شیرازی)

صابر حسین شاہ بخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قائداعظم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں

اے قوم! اپنے قائداعظم کی قدر کر

اسلام کا نشاں ہے محمد علی جناح

میاں بشیر احمد

چل مرے خامہ بسم اللہ۔

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" (۱)

مولوی اسماعیل دہلوی نے یہاں پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے محبوب خلیفہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نہایت ہی جرات مندانہ انداز میں "بے اختیار" لکھ کر اپنے موقف کی وضاحت کی ہے۔ حالانکہ قرآن واحادیث بھی شاہد عادل ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو کبھی بھی بے اختیار نہیں چھوڑتا بلکہ ان پر اپنے انعامات واکرامات کی بارشیں فرماتا رہتا ہے جس خوش نصیب مسلمان کے نام میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مبارک نام شامل ہوں اللہ تعالیٰ تو اسے بھی بے اختیار نہیں چھوڑتا بلکہ اسے بھی "صاحب اختیار واقتدار" بنا کر اپنے محبوبوں کے مبارک ناموں کی لاج ضرور رکھتا ہے چشم فلک نے یہ نظارہ اس وقت دیکھا جب پاک وہند میں انگریز کوچ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے اور ہندو پورے خطے پر ہندو راج جاری کرنے کے

خواب دیکھنے لگے خود مسلمانوں کا بھی ایک گرو اپنوں سے کٹ کر ہندوؤں سے
جاملا یہ گروہ اپنے جبہ و عمامہ اور توندوں سے مسلح ہو کر مسلمانوں کو بھکانے میں
مصروف ہو گیا۔ ہر درد مند مسلمان حیران و پریشان ہو گیا ان نازک ترین حالات
میں ایک ایسے مسلمان کی ضرورت تھی جو انگریز کے قول و فعل اور ہندو کی
چالبازیوں سے مکمل واقف ہو اور سچا غلام رسول ﷺ بھی ہو چنانچہ منشاء الٰہی اور
منشائے نبوت کے مطابق "محمد علی جناح" کا انتخاب ہوا۔ چونکہ محمد علی جناح نے اکثر
تعلیم انگریز کے تعلیمی اداروں سے حاصل کی اور عملی زندگی کا آغاز بھی انگلستان سے ہی
کیا اور پھر شروع میں ہندوؤں کی جماعت "کانگریس" میں بھی رہنے کا تجربہ کیا اور اس
کے نام میں اللہ تعالیٰ کے دو محبوبوں کے نام بھی شامل تھے وہ ایک سچا اور پکا مسلمان
تھا اس لیے وہ دونوں دشمنوں انگریزوں اور ہندوؤں سے نبرد آزما ہونے کی مکمل
صلاحیت رکھتا تھا۔ چنانچہ یہ مرد مجاہد میدان کارزار میں کود پڑا علماء و مشائخ ان کی
قیادت میں جمع ہونے لگے دوسری طرف ہندو، سکھ، انگریز اور کانگریسی مسلمان ایڑی
چوٹی کا زور لگا رہے تھے کہ مسلمانوں کو الگ "خطہ پاکستان" نہ ملے کانگریسی مسلمان
محمد علی جناح کو دیکھ کر غیض و غضب میں آگئے انہیں تنقید کا نشانہ بنانے لگے دین
سے بیگانہ قرار دینے لگے مذاق اڑانے لگے اور ان کا فوٹو پھرانے لگے اور کہنے لگے
کہ داڑھی منڈا یہ انسان کبھی مسلمانوں کا قائد ہو سکتا ہے؟

محمد علی جناح" اس غوغا آرائی کے باوجود اپنی منزل کی طرف رواں دواں
رہے ابتلاو آزمائش میں نہ جھکے نہ بکے وائسرائے لارڈ ریڈنگ نے جب آپ کی
صلاحیت دیانتداری اور فرض شناسی کی قدر کرتے ہوئے آپ کو "سر" کا خطاب دینا
چاہا تو آپ نے انکار فرماتے ہوئے کہا۔

"میں یہ زیادہ پسند کروں گا کہ مجھے صرف مسٹر محمد علی جناح کہا جائے" (۲)

آخر قدرت نے پوری ملت کی زبان سے آپ کو قائداعظم کہلوادیا قائداعظم محمد علی جناح کے ہاتھوں ہندو۔ سکھ، انگریز اور کانگریسی مسلمان شکست فاش کھا گئے اور یہ اکیلے میدان مار گئے اللہ تعالیٰ نے ثابت فرمادیا دیکھو جس کے نام میں حضرت محمد ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مبارک نام شامل ہوں دنیا کی کوئی طاقت اسے شکست نہیں دے سکتی۔ وہ بااختیار اور بااصول ہوتا ہے۔

محمد اشرف بیگ ولد مرزا ابوذر بیگ ساکن چوٹالہ ضلع جہلم اپنے زمانہ طالب علمی کا ایک ناقابل فراموش واقعہ یوں سناتے ہیں۔

"یہ ۱۹۶۹ء کے اوائل کی بات ہے جب میں پراجیکٹ ہائی سکول منگلا (موجودہ گورنمنٹ پراجیکٹ ہائی سکول منگلا) میں جماعت ہفتم کا طالب علم تھا ہمارے سکول کا ٹیچنگ سٹاف اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بلند کردار اساتذہ پر مشتمل تھا جن کی سربراہی ہمارے پرنسپل جناب شاہین صاحب کر رہے تھے۔

ہمارے سکول میں ہر جمعرات کو آخری دو پیریڈ میں "بزم ادب" کا پروگرام باقاعدگی سے ہوتا تھا جس میں ٹیچنگ سٹاف اور تمام طلباء و طالبات ایک ہال میں اکٹھے ہوتے اور پھر پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوتا پھر نعت خوانی ہوتی بعد میں تقاریر اور مباحثے ہوتے تھے جس میں طلباء و طالبات بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

ہر ماہ کی آخری جمعرات کو بزم ادب کے پروگرام میں کسی ایسی معروف شخصیت کو دعوت دی جاتی جو حضرت قائداعظم کے قریبی ساتھی رہے ہوں اور ان کے ساتھ براہ راست تعلق رہا ہو۔

یوں تو ہر ماہ کی آخری جمعرات کے بزم آدب میں حضرت قائداعظم کے قریبی ساتھیوں کو بلایا جاتا رہا وہ ہمیں تحریک پاکستان اور حضرت قائداعظم کے بارے میں مفید معلومات سے آگاہ کرتے رہے۔

اسی طرح ایسی ہی ایک ماہ کی آخری جمعرات کے بزم ادب میں حسب معمول حضرت قائداعظم کے ایک قریبی ساتھی آئے افسوس مجھے ان کا نام یاد نہیں رہا لیکن ان کی تقریر کی ایک اہم بات مجھے ابھی تک یاد ہے انہوں نے حضرت قائداعظم کے حوالے سے سامعین کو نہایت ہی ایمان افروز واقعہ سناتے ہوئے فرمایا۔

"جب حضرت قائداعظم لندن سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے ان سے ملاقات کے لیے میں پہنچا آپ خاموش بیٹھے تھے میں نے پوچھا سر کیا بات ہے آپ بڑے خاموش دکھائی دے رہے ہیں؟ قائداعظم فرمانے لگے جانتے ہو میری واپسی کا سبب کیا ہے؟ میں نے کہا جناب یہی کہ آپ کی یہاں اشد ضرورت تھی تمام مسلمانان ہند آپ کو نجات دہندہ تصور کرتے ہیں یہ نہ صرف میری بلکہ تمام مسلم لگی راہنماؤں کی دلی خواہش تھی اور حضرت علامہ اقبال نے بھی آپ کو متعدد خطوط لکھے اور مزید یہ کہ جناب لیاقت علی خان نے آپ سے لندن میں ملاقات کر کے آپ کو واپس آنے پر قائل کیا قائداعظم فرمانے لگے یہ تمام باتیں اپنی جگہ درست ہیں مگر قیام لندن کے دوران ایک عجیب و غریب واقعہ میرے ساتھ پیش آیا جس کی بنا پر میں نے واپس آنے کا فیصلہ کر لیا تھا میں نے کہا سر کیا عجیب واقعہ تھا؟ آپ فرمانے لگے ایک شرط پر سناؤں گا کہ میری زندگی میں اس کی تشہیر نہ کی جائے کیونکہ کچھ ناعاقبت اندیش اس کو غلط معنی پہنا کر طرح طرح کی باتیں کریں گے میں نے وعدہ کیا کہ میں ایسا ہی کروں گا پھر حضرت قائداعظم یوں گویا ہوئے۔

"میں لندن میں اپنے فلیٹ میں سویا ہوا تھا رات کا پچھلا پہر ہو گا میرے بستر کو کسی نے ہلایا میں نے آنکھیں کھولیں ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا میں پھر سو گیا میرا بستر پھر ہلا میں پھر اٹھا کمرے میں ادھر ادھر دیکھا سوچا شاید زلزلہ آیا ہو کمرے سے باہر نکل کر دوسرے فلیٹوں کا جائزہ لیا تمام لوگ محو استراحت تھے

میں واپس کمرے میں آکر بستر پر سو گیا کچھ دیر ہی گزری تھی کہ تیسری بار پھر کسی نے میرا بستر نہایت زور سے جھنجھوڑا میں ہڑبڑا کر اٹھا پورا کمرہ معطر تھا میں نے فوری طور پر محسوس کیا کہ

(ایک غیر معمولی شخصیت میرے کمرے میں موجود ہے)

An extra -ordinary personality is in my room

میں نے کہا -(آپ کون ہیں ؟ **Who are you?**

آگے سے جواب آیا

(میں تمہارا پیغمبر محمد ﷺ ہوں) میں جہاں تھا وہیں بیٹھ گیا دونوں ہاتھ باندھ لیے اور سر جھکا لیا **I am your prophet Muhammad**

فوراً میرے منہ سے نکلا

آپ پر سلام ہو میرے آقا ﷺ **Peace be upon you my lord.**

ایک بار پھر وہ خوبصورت آواز گونجی

(مسٹر جناح! برعظیم کے مسلمانوں کو آپ کی فوری ضرورت ہے اور میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ تحریک آزادی کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں میں آپ کے ساتھ ہوں آپ بالکل فکر نہ کریں انشاءاللہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے)

میں ہمہ تن گوش تھا صرف اتنا کہہ پایا

Mr. Jinnah! You are urgently required by the Muslims of the sub-continent, and i order you to lead the freedom movement. I am with you. Dont worry at all, you will succeed in your mission

insha Allah.

(آقا! آپ کا حکم سر آنکھوں پر)

میں مسرت وانبساط اور حیرت کے اتھاہ سمندر میں غرق تھا کہ کہاں ان کی ذات اور کہاں میں اور پھر یہ شرف ہم کلامی یہ عظیم واقعہ میری واپسی کا باعث بنا (۳)

O.K. my lord.

ماہ رمضان المبارک میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ پر قرآن کریم کا نزول ہوا ماہ رمضان المبارک میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے طفیل ہمیں "قرآنی نظام" قائم کرنے کی غرض سے پاکستان جیسی نعمت قائد اعظم کے ہاتھوں عنایت فرمائی۔ اسی لیے نواب بہادر یار جنگ مرحوم نے فرمایا ہے۔

"یہ دبلا پتلا داڑھی منڈا انسان جناح نہیں خدا کا فضل ہے" (۴)

محسن عظیم قائد اعظم محمد علی جناح پاکستان قائم ہونے کے بعد تحدیث نعمت کے طور پر فرماتے ہیں۔

"یہ مشیت ایزدی ہے یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا روحانی فیضان ہے کہ جس قوم کو برطانوی سامراج اور ہندو سرمایہ دار نے قرطاس سفید سے حرف غلط کی طرح مٹانے کی سازش کر رکھی تھی آج وہ قوم آزاد ہے۔" (۵)

پاکستان کا قیام عطیہ خداوندی اور سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا عظیم معجزہ ہے یہ کوئی مبالغہ آرائی یا بانی پاکستان سے غلو نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے قائد اعظم پر سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نظر التفات ہے جب علماء رقسم کے لوگ گاندھی کے چرنوں میں جا بیٹھے گھر کے محافظ بن کر اجاڑنے پر تل گئے جب اہل اپنا فرض بھول گئے تو ان حالات میں رحمت عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے

ہندوستان میں ایک اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈالنے کے لیے قائداعظم محمد علی جناح کا انتخاب فرمایا

حضرت قبلہ عالم سید نار اہنمائے اولیاء پیر احمد میاں شاہ قدس سرہٗ العزیز نے یہ مژدہ جانفزا یوں سنایا۔

"روحانیت میں پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم ہو رہی تھی تو اس کی سرحد ہم نے کھینچی ایک درویش نے اعتراض کیا کہ بہت کشت و خون ہو گا تو حضرت نے فرمایا کہ قربانی تو دینی پڑتی ہے۔ بھگتیں گے اور فرمایا کہ ایک دبلے پتلے شخص کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اسے ہدایات دیں اس کے بعد اخبارات میں چرچا آنے لگا کہ مسلم لیگ کے صدر محمد علی جناح ہو گئے ہیں۔ اس کی تصویریں اخبارات میں آنے لگیں اور ہم نے پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہے حضرت نے فرمایا کہ کچھ علماء نے اعتراض کیا کہ یہ کیا کام کرے گا جو اسلام سے ناواقف ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آدمی سے کام لے لیا وہ علماء اسے مسلمان بھی نہیں سمجھتے تھے اور ان علماء کو اللہ تعالیٰ نے راندہ درگاہ کر دیا اللہ تعالیٰ کو اس (قائداعظم) کی ایک ہی (پہلو نہ بدلنے والی) خوبی پسند آئی ان سے وہ کام لیا جو قرآن و حدیث جاننے والے علماء بھی نہ کر سکے" (۶)

مشہور درویش اور ولی اللہ حضرت مولانا سلطان محمد نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔

"میں نے خواب میں دو درویش ولی اللہ پاکستان کے بارے میں بحث کرتے ہوئے دیکھے جن میں ایک زمین پر لاٹھی سے ایک لکیر کھینچ دیتا تھا دوسرا بحث کے بعد مٹا دیتا تھا اس بحث اور مباحثے میں آخر لکیر کھینچنے والا درویش ولی اللہ اپنے دوسرے مخالفت کرنے والے درویش ولی اللہ کو قائل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور درویش

ولی اللہ لکیر کھینچنے میں کامیاب ہو گیا اور دوسرے نے اسے قبول کر لیا۔(۷)

محمد عبد المجید صدیقی ایک ایمان افروز واقعہ یوں سناتے ہیں۔

"۱۹۴۶ء کا طوفانی دور گزر چکا تھا اور پاکستان کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے والا تھا صبح کا وقت تھا بہت سے حضرات ملاقات کو آگئے کسی نے کہا حضرت (مولانا حسین احمد مدنی) بازار میں پانچ آنے کا ایک خواب بک رہا ہے کہ سرکار ابد قرار حضرت محمد ﷺ نے محمد علی جناح کو ایک جھنڈا دیا ہے یہ کہاں تک درست ہے؟

کسی نے تیز ہو کر کہا یہ سب جھوٹ ہے مگر حضرت مدنی نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہر شخص کے خواب میں آسکتے ہیں ممکن ہے محمد علی جناح نے بھی آپ کو خواب میں دیکھا ہو" (۸)

"سیرت امیر ملت" کے مصنف لکھتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لاہور میں مسلم لیگ کا جلسہ تھا علامہ شبیر احمد عثمانی بھی جلسہ کی شرکت کیلیے آئے تھے انہوں نے حضرت قبلہ عالمؒ سے کہا کہ میں نے سنا ہے اہل لاہور میرے درپے آزار ہیں ایسا کیوں ہے؟

آپ نے فرمایا مولوی صاحب! "لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں" (یہ علماء دیوبند کی مخصوص کفریہ عبارات کی طرف اشارہ ہے) مولوی صاحب نے کہا میں تو نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر اور مرتد سمجھتا ہوں یہی میرا عقیدہ ہے میں کیسے گستاخی کا ارتکاب کر سکتا ہوں۔

حضرت قبلہ عالمؒ کھڑے ہو گئے اور آپ نے علامہ صاحب کو گلے لگا لیا اور فرمایا آپ

میرے بھائی ہیں جلسے میں حضرت قبلہ عالمؒ نے کھڑے ہو کر فرمایا علامہ شبیر احمد صاحب میرے بھائی ہیں خبردار ان سے کوئی گستاخی نہ ہو میرے سامنے انہوں نے اپنے عقیدے کی وضاحت کر دی ہے (۹)

غالباً اسی جلسے ۱۹۴۶ء کے دوران موچی دروازے میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے خطاب کرتے ہوئے بتایا۔

"میں قیام پاکستان کا اس لیے حامی ہو گیا ہوں کہ خواب میں قائداعظمؒ کی طرف اشارہ کر کے سید البشر ﷺ نے مجھ سے فرمایا دیکھو! اس شخص کی ہرگز مخالفت نہ کرنا یہ میری مظلوم امت کے لیے ہندوستان میں بہت بڑی خدمات سرانجام دے رہا ہے جو اس کی مخالفت کرے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا" (۱۰)

صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گولڑوی ایک مقامی رسالے کو انٹرویو دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"تحریک پاکستان کے وقت چند دوسرے علماء اور مشائخ کی طرح میرے دادا محترم بابو جی (حضرت محی الدین گیلانی) کے خیال میں بھی قائداعظم صاحب کی ظاہری غیر شرعی شخصیت اور اسلام کے نام پر خطے کا حصول اس سے قائد کی شخصیت کے غیر شرعی پہلو کھٹکنے لگے اسی دوران دادا حضور اجمیر شریف گئے وہاں قیام کے دوران ایک مخلص نے آکر آپ سے عرض کی کہ حضرت! میں نے رات سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے آپ کرسی پر تشریف فرما ہیں سامنے میز پر ایک فائل پڑی ہوئی ہے چند لمحے بعد پینٹ کوٹ میں ملبوس ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور آپ وہ فائل اس شخص کو تھما کر فرماتے ہیں کہ "یہ پاکستان کی فائل ہے" وہ شخص جب خواب سنا چکا تو تھوڑی دیر بعد اخبار آگیا

اس نے صفحہ اول پر ایک شخص کی تصویر دیکھ کر بابو جیؒ سے عرض کی کہ حضرت یہ وہی شخص ہے جسے میں نے رات خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس سے فائل لیتے دیکھا تھا وہ جناب محمد علی جناحؒ تھے تو اس دن سے حضرت بابو جیؒ مسلم لیگ کے حمایتی بن گئے محض اس لیے کہ ان پر سرکار دو عالم ﷺ کا ہاتھ ہے اور اسی نسبت سے ہم آج تک مسلم لیگ کو سپورٹ کرتے رہے ہیں قائد اعظمؒ کی مسلم لیگ نے تو پاکستان بنا دیا خدا کرے "یہ لیگ" اس ملک کو امن اور اسلام کا گہوارہ بنا سکے" (۱۱)

بعض مہم اس قدر اہم اور مشکل ہوتی ہیں کہ سوائے استمداد اور استعانت روح پاک سرکار دو عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وہ مشکل آسان نہیں ہوتی مثلاً اسلام اور کفر کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی ہے تو ایسی حالت میں سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی رُوح پُر فتوح کی فوری باطنی استعانت اور استمداد کی ضرورت پڑتی ہے اس وقت اہل دعوت عامل کامل آدمی چونکہ مدینہ منورہ نہیں پہنچ سکتا اور نہ حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کی قبر مبارک پر دعوت پڑھ سکتا ہے اس لیے اہل دعوت اسی وقت پاک زمین اور ریت پر قبر مبارک اور روضہ شریف کا نقشہ انگشت شہادت سے بنا کر اس سے اصلی روضے اور قبر کا کام نکال سکتا ہے اور اس پر دعوت پڑھ کر پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی روح مقدس کو حاضر کر سکتا ہے اس اہم ترین دعوت کا طریقہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ نے اپنی ایمان افروز روح پرور تصنیف "نور الہدیٰ" میں مفصل طور پر رقم فرمایا ہے (۱۲)

۴۶=۱۹۴۵ میں جب تحریک پاکستان اہم موڑ میں داخل ہوئی ہندوؤں کے علاوہ نیشنلسٹ مسلمانوں کا ایک طبقہ اس کی مخالفت پر تلا ہوا تھا علماء کا ایک گروہ بھی اکھنڈ بھارت کے فلسفے کو دل و جان سے قبول کر چکا تھا اور ایک قومی

نظریے پر ایمان رکھتا تھا ان نازک ترین حالات کو حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ (مولف عرفان) نے جب دیکھا تو از حد پریشان ہوئے کہ اگر قیام پاکستان عمل میں نہ آیا تو یہ ایک بہت بڑا قومی المیہ ہو گا اور پھر اس کی تلافی قیامت تک نہ ہو سکے گی چنانچہ آپ نے صحرا میں جا کر پاک ریت پر قبر مبارک کا نقشہ بنایا اور بڑے جوش و خروش اور جذبے کے ساتھ وہ مخصوص "دعوت" پڑھی حضور سرور کائنات ﷺ کی روح پر فتوح سے رابطہ قائم کیا اور خشوع و خضوع کے ساتھ دعا مانگی وہ "دعوت" موثر ثابت ہوئی دعا قبول ہوئی قبولیت اور اجابت در حق سے استقبال کے لیے نازل ہوئی قائداعظم اور مسلمانان ہند کو تائید ایزدی اور غیبی امداد و حمایت حاصل ہوئی تحریک پاکستان کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور پاکستان معرض وجود میں آگیا اس پر آپ نے شکرانے کے نوافل ادا کیے اور اپنے رب کے اس عظیم احسان کا شکریہ ادا کیا (۱۳)

۳ جون ۱۹۴۷ سے پہلے کوئی بھی قیام پاکستان سے متعلق کوئی حتمی بات نہیں کہہ سکتا تھا لیکن حضرت مولانا حسرت موہانیؒ کا ارشاد یہ تھا کہ میں نے خواب میں سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہے اور دیوان حافظ سے بھی فال نکالی ہے اور اس شعر پر میں نے تضمین بھی کر دی ہے جو یہ ہے۔

جب کہے۔ خواب میں خود آ کے وہ شاہِ خوباں
اور حافظؔ بھی مصدق ہو بہ فالِ دیواں
ہو مبارک تجھے حسرتؔ عَلَم و مُہر و نشان
"پردہ بردار کہ تا سجدہ کند جملہ جہاں
طاقِ ابروئے تو محراب جہاں خواہد بود"

ترجمہ اے پیارے محبوب اپنے رخ زیبا سے نقاب ہٹائیں تاکہ اہل جہاں سجدہ کریں (لذت دیدار سے محظوظ ہوں) آپ کا طاق ابرو عنقریب محراب جہاں بننے والی ہے) (۱۴)

حضرت مولانا حسرت موہانی ؒ کی اس تضمین کو مد نظر رکھتے ہوئے عصر حاضر کے تاریخ گو طارق سلطان پوری نے بھی قیام پاکستان کا یہ ایمان افروز تاریخی مادہ نکالا ہے۔ خوشخبری مصطفی ﷺ

۱۹۴۷ء

ادیب شہیر علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رقم طراز ہیں

"پیر طریقت رہبر شریعت خواجہ مقبول الرسول قدس سرہ" نے قیام پاکستان کی تحریک میں کارہائے نمایاں انجام دیئے مسلم لیگ کے نمائندوں کو کامیاب کرانے کے لیے زبان اور خطوط کے ذریعے رغبت دلاتے رہے اگر کسی مرید نے انتخابات میں مخالف پارٹی کو ووٹ دیا تو اس پر سخت ناراض ہوئے برصغیر کی تقسیم سے پہلے آپ نے میاں کامل دین کو بلایا اور فرمایا قائداعظم" آزادی ملک کی خاطر اپنے آرام کو چھوڑ کر ظاہری کوشش میں مصروف ہیں ہمیں چاہیے کہ باطنی طور پر کوشش کریں لہذا تم روز درود پاک، استغفار، لاحول ولا قوۃ اور یاحی یا قیوم" تین تین ہزار بار اور سورہ مزمل چالیس بار پڑھ کر آزادی کے لیے دعا کیا کرو۔ میاں کامل دین نے ایک سال تک یہ معمول جاری رکھا بعد ازاں آپ نے انہیں ایک خط لکھا کہ پاکستان کی بنیاد تحت الثریٰ تک چلی گئی ہے۔ اس خط کے ایک ماہ بعد پاکستان کا اعلان ہو گیا جس سے آپ بہت مسرور ہوئے" (۱۵)

الحاج ظہور الحسن قادری اپنی کتاب "مبشرات پاکستان" میں یہ وجد آفریں واقعات

لکھتے ہیں

چوہدری محمد حسین نہایت اول درجہ کے عابد زاہد اور ولی اللہ تھے انہوں نے ایک دفعہ ۱۹۴۸ میں مولانا سلطان محمدؒ کے سامنے حلفیہ فرمایا۔

"یہ ملک پاکستان حضور نبی کریم ﷺ کی دعا سے اللہ تعالی کے حکم سے وجود میں آیا ہے اور یہ قیامت تک قائم رہے گا اور فرمایا حضور نبی کریم ﷺ کی روح مبارک روزانہ پاکستان میں ورود کرتی تشریف لاتی ہے۔"

عبدالحفیظ شیرازی صاحب بزرگوں کی اولاد میں سے ہیں صاحب نسبت ہیں پاکستان بننے سے پہلے برصغیر ہندوستان میں پونہ میں فوجی افسر تھے پاکستان بننے کے بعد ان پر دوسرے مہاجروں کی طرح قیامت ٹوٹ پڑی اور شدید مصائب کا شکار ہوئے انہوں نے خود بتایا کہ میرے پاکستان کے متعلق خیالات، جذبات، احساسات نہایت خراب تھے میں نے پاکستان کے متعلق یہ ارادہ کیا تھا کہ اس کو ختم کرنے کے سلسلے میں مجھ سے جو کچھ ہو سکا میں کروں گا۔ خواہ مجھے بھارتی حکومت کا جاسوس بننا پڑے میں پاکستان کو ختم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا جب میں پاکستان پہنچا تو میں نے ایک رات یہ خواب دیکھا۔

"ملٹری کا ماحول ہے اور خواب میں مجھے کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں میں خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ اس پاکستان بننے کی وجہ سے ہم برباد ہو گئے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حفیظ یہ ملک میری دعا سے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنا ہے اور اس کی بنیادیں نہایت مضبوط ہیں اور اس ملک کی کمان میں نے سلطان محمود غزنوی کو دے دی ہے یہ ملک قیامت تک قائم رہے گا اور اس کو مٹانے

والے کتے کی موت مریں گے یہ ان کا مقدر ہو چکا ہے اور تمہیں جو تکالیف ہوئی ہیں اور تم جن مصائب سے دوچار ہوئے اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔"

عبدالحفیظ شیرازی نے کہا کہ جب میں نے حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تو میں اپنے فاسد ارادوں سے تائب ہوا اور مجھے ایک اطمینان اور قلبی سکون بھی نصیب ہوا ان مسلمانوں کو جو پاکستان کے متعلق فاسد ارادے رکھتے ہیں اس تحریر کے ذریعے آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے فاسد ارادوں سے باز آجائیں وہ بالکل ناکام و نامراد ہوں گے، ذلیل ہوں گے، رسوا ہوں گے دنیا اور عاقبت میں انہیں انشاء اللہ جہنم کا تاریک ترین گوشہ نصیب ہو گا اور ان کی کبھی نجات نہ ہو گی" (۱۶)

قائداعظم محمد علی جناح ایک سچے مسلمان تھے یہی وجہ ہے کہ آپ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں مقبول ہو گئے آپ کو اپنے آقا و مولا حضور رسالت مآب ﷺ سے غایت درجہ عقیدت و محبت تھی ایک گمنام عاشق رسول ﷺ لکھتے ہیں۔

"جب قائداعظم محمد علی جناح" تعلیم حاصل کرنے کی خاطر برطانیہ گئے تو لندن میں قانون کی چاروں مشہور درسگاہوں کو دیکھا ان میں سے ایک درسگاہ لنکز ان میں ایک بڑا بورڈ لگا ہوا ہے جس پر کچھ نام لکھے ہوئے ہیں اپنے گائیڈ سے پوچھا یہ کن کے نام ہیں انہوں نے بتایا کہ دنیا کی بڑی بڑی شخصیات کے نام ہیں جنہوں نے دنیا کو اور انسانی ذات کو قانون دیا جناح صاحب یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ سب سے اول حضور نبی کریم ﷺ کا نام لکھا ہوا تھا کیونکہ شریعت کا قانون انہوں نے رائج فرمایا اور یہ قانون انہوں نے ایسا رائج کیا کہ قیامت کے دن تک قائم و دائم رہے گا جناح

صاحب نے سر فہرست اپنے محبوب ﷺ کا نام پڑھا تو فیصلہ کر لیا کہ میں صرف اسی درس گاہ میں قانون کا علم حاصل کروں گا بس یہ تھا عشق نبی ﷺ کا پہلا تیر جو جناح صاحب کے نرم و نازک دل میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی دن سے عزم کئے ہوئے تھے کہ میں حضرت محمد ﷺ کے دین کی خدمت کروں گا اور ان کی امت کو علیحدہ مملکت دلاوں گا اور عشق محمدی ﷺ کی مالا گلے میں ڈالوں گا ملخصاً" (۱۷)

قائداعظم محمد علی جناح نہ صرف محافل میلاد النبی ﷺ میں شرکت فرماتے بلکہ محبت و عقیدت میں ڈوب کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اپنی عقیدت کے پھول بھی نچھاور کرتے تھے۔

نواب بہادر یار جنگ مرحوم ۱۹۳۴ میں عید میلاد النبی ﷺ کے ایک جلسہ میں قائداعظم محمد علی جناح سے ملے بہادر یار جنگ بہت بڑے خطیب تھے اور ان کی خصوصیت یہی تھی کہ وہ عید میلاد النبی ﷺ کے جلسوں میں خطاب کیا کرتے تھے قائداعظم سے مل کر اتنے متاثر ہوئے کہ تحریک پاکستان میں قائداعظم کے دست راست ثابت ہوئے اسی جلسہ کے ضمن میں نواب بہادر یار جنگ قائداعظم کی تقریر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

خطبہ صدارت ختم ہوا اور تکبیر کے نعروں میں محمد (ﷺ) اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناموں سے نسبت رکھنے والا عقل و دل کے جناحین پر خود بھی عرش کی سیر کرنے لگا اور اپنے سامعین کو بھی فرش سے بلند کرنے لگا تقریر مختصر تھی جس کے ابتدائی جملے میرے لیے سند تھے اور آخری حصہ قانون محمدی (ﷺ) کا دنیا کے دیگر مشہور قوانین خصوصاً "رومن لا" سے تقابلی مطالعہ تھا موجودہ قوانین کا ایک عالم متبحر جس کی زندگی "رومن لا" کی ذریات کو اپنی آغوش میں پرورش کرتے ہوئے گزری جب

قانون محمدی (ﷺ) کے گوشے کھولنے لگا تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ تعلیم مغرب کے شیدائیوں نے حسن محمدی (ﷺ) کے کیسے کیسے جلوے دیکھے ہوں گے" (۱۸)

قیام پاکستان کے بعد پہلی عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر قائد اعظم محمد علی جناح سرکار کائنات ﷺ سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

" آج ہم لوگ یہاں ایک حقیر اجتماع کی صورت میں اس عظیم ترین شخصیت کو خراج عقیدت ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں جس کی تقدیس نہ صرف یہ کہ کروڑوں دلوں میں موجزن ہے بلکہ جس کے سامنے دنیا کی تمام بڑی بڑی شخصیتوں کا سر احترام و اکرام بھی خم ہے میں ایک عاجز انتہائی خاکسار بندہ ناچیز اتنی عظیم ہستیوں سے بھی عظیم ہستی کو بھلا کیا اور کس طرح نذرانہ عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ عظیم مصلح تھے، عظیم معلم تھے، عظیم واضع قانون تھے، عظیم مدبر تھے، عظیم فرمانروا تھے جنہوں نے بہترین حکومت کر کے دکھائی ہے، اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ ہم جب اسلام کی گفتگو کرتے ہیں تو وہ اس کو بالکل نہیں سمجھتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام صرف چند مناسک اور روایات اور روحانی تعلیمات ہی کا مجموعہ نہیں ہے اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر مسلمان کی زندگی کو مرتب و منظم کرتا ہے اور اس کے طرز عمل کو درست رکھتا ہے حتی کہ سیاست اور معاشیات میں بھی وہی رہنمائی کرتا ہے یہ ضابطہ حیات، عزت واحترام، دیانت، حسن عمل اور عدل وانصاف کے بلند ترین اصولوں پر مبنی ہے وحدت ربانی اور مساوات انسانی اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے نہایت اہم اصول ہیں اسلام میں آدمی آدمی میں کوئی تفریق نہیں ہے، مساوات، حریت اور اخوت اسلام کے بنیادی اصولوں میں ہیں۔"

حضور رسول مقبول ﷺ کی زندگی انتہائی سادہ تھی آپ نے جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا کامیابی نے آپ کے قدم چومے. تجارت سے لے کر حکمرانی اور فرمانروائی تک ہر شعبہ حیات میں آپ مکمل طور پر کامیاب رہے حضور رسول اکرم ﷺ پوری دنیا کی عظیم ترین ہستی ہے" (۱۹)

۷ اگست ۱۹۴۴ء کو عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن کے شعبہ اردو کے لیکچرار محمد اعظم نے قائداعظم کے نام ایک خط لکھا کہ انہوں نے تھامس کارلائل کی کتاب" ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ" کے دوسرے باب کا اردو ترجمہ کیا تھا جس کا پہلا ایڈیشن طبع ہو کر ختم ہو چکا ہے اور اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے میری دلی تمنا ہے. کہ دوسرے ایڈیشن کا پیش لفظ آپ تحریر فرمادیں" چنانچہ قائداعظم نے پیش لفظ کے طور پر درج ذیل سطور تحریر کر دی-

"میرے لیے یہ بات واقعۃ باعث مسرت ہے کہ آپ کارلائل کی کتاب HE-ROES AND HERO WORSHIP کے اردو ترجمے کا دوسرا ایڈیشن شائع کر رہے ہیں کارلائل کی دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی میں نے انگلستان میں اپنے زمانہ طالب علمی میں انگریزی میں پڑھا تھا اور جب سے ہی میں اس SAGE OF CHELSEA کا بے حد مداح اور معترف ہوں اس (کارلائل) نے ہمارے عظیم پیغمبر ﷺ کی حیات طیبہ، کردار اور سوانح کی غیر جانبدارانہ تصویر کشی کر کے نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ تمام دنیا کی بہت بڑی خدمت کی ہے اس کے اردو ترجمے کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کے سلسلے میں آپ کی کوششیں قابل قدر ہیں اور میں آپ کی کامیابی کا متمنی ہوں" (۲۰)

یہ سطور دراصل قائداعظم کی سرکار دوعالم ﷺ سے از حد محبت و

عقیدت اور نہایت ہی والہانہ وابستگی کا زندہ ثبوت ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنے خطبات میں بھی اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے آپ ملت اسلامیہ کے تمام دکھوں کا مداوا اور تمام مشکلات کا حل حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات کے اسوہ حسنہ میں سمجھتے تھے ان کا پختہ ایمان تھا کہ اسوہ حسنہ پر عمل کرنے سے مسائل حل ہو سکتے ہیں ۱۴ فروری ۱۹۴۸ کو شاہی دربار سبی (بلوچستان) میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا

"میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لیے بنایا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں" ۔

قائداعظم محمد علی جناح نے ایک مختصر مگر جامع مقالے "رحمۃ للعٰلمین ﷺ" میں نہایت ہی خوبصورتی سے آپ کی حیات طیبہ کو صفحۂ قرطاس پر لایا ہے آپ کا یہ مقالہ متعدد اخبارات و رسائل کی زینت بن چکا ہے اس کی سطر سطر سے محبت مصطفیٰ ﷺ کے سوتے پھوٹے ہوئے نظر آتے ہیں اس مقالے میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

"حضور ﷺ کی زندگی کے دو پہلو بہت زیادہ جاذب نظر ہیں پہلے تو یہ کہ آپ امی ہیں لیکن خدا کی قدرت ہے کہ اس امی نے علم و حکمت و تمدن و معاشرت کا وہ عظیم الشان مینار تعمیر کیا جس کی روشنی نے جہالتوں اور تاریکیوں کے تمام پردے چاک کر دیئے دوسرے یہ کہ آپ نے اپنی عمر عزیز کے چالیس سال ایسے ماحول

میں بسر کیے جس میں شراب خوری، بت پرستی اور عیاشی کا دور دورہ تھا لیکن آپ کا دامن ان الائشوں سے ہمیشہ پاک رہا آپ کے بدترین دشمن کو کبھی آپ کی اخلاقی زندگی میں عیب جوئی کا حوصلہ نہیں ہوا منصب نبوت پر فائز ہونے سے پیشتر بھی آپ کی زندگی سراسر معجزہ تھی اور ہر وہ شخص جس نے حضور ﷺ کی زندگی کا بہ نظر عمیق مطالعہ کیا ہے جناب ابو طالب کی طرح یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہوگا۔

"میں نے محمد ﷺ کو کبھی جھوٹی بات کہتے نہیں سنا ان کے لب کبھی غیر مہذب اور ناپسندیدہ الفاظ سے آشناء نہیں ہوئے وہ آج تک کسی غیر پسندیدہ مجلس میں نہیں بیٹھے" (۲۱)

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی اکثر زندگی انگلستان میں گزاری جہاں ہر قسم کی آلائشیں موجود تھیں لیکن آپ ایک سچے غلام رسول کی طرح رہے آپ نے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے کبھی جھوٹ فریب یا عیاشی نہ کی آپ کی راست بازی اور دیانت داری کو آپ کے بدترین دشمنوں نے بھی تسلیم کیا ہے روزنامہ تیج دہلی (۱۵ ستمبر ۱۹۴۸ء) نے آپ کی وفات پر لکھا۔

"مسٹر جناح کی عظیم شخصیت کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ وہ ارادے کے پکے تھے اور دوسرے فریق کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے میں بڑے سمجھدار تھے اس لحاظ سے مسٹر جناح ایک بڑی شخصیت کے مالک تھے" (۲۲)

ہندوستان ٹائمز بھارت نے یوں اعتراف کیا۔

"ان کے سیاسی مخالفین بھی یہ تسلیم کیے بنا نہیں رہ سکتے کہ مسٹر جناح اپنے ارادے کے پکے اور پرخلوص نیت کے مالک تھے ممکن ہے کہ تاریخ ان کی

فرقہ پرستی کی بنا پر انہیں نشانہ تنقید بنائے لیکن تاریخ انہیں فراموش ہرگز نہیں کرسکتی کیونکہ انہوں نے تاریخ بنائی ہے۔

ان کا بڑے سے بڑا مخالف بھی ان کی خوبیوں کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا وہ اپنے اندر قلب سلیم رکھتے تھے انہوں نے اپنے دشمن کے مقابلے میں کوئی اوچھا ہتھیار استعمال نہیں کیا۔(۲۳)

قائداعظم محمد علی جناح نے عشاق رسول ﷺ کی طرح اپنا سب کچھ ملک و قوم پر قربان کردیا تھا پیر طریقت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ اپنی یادوں کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"قائدِاعظم محمد علی جناح نے پاکستان کو سب کچھ دیا اپنی تمام جائیداد قوم کے نام وقف کرگئے زندگی (ایک رسالہ) میں گورنر جنرلی میں صرف ایک روپیہ تنخواہ وصول کی تمام خرچ اپنی جیب سے کرتے رہے علاج معالجہ بھی اپنی جیب سے کیا ان کے بھتیجے بہن سب ہی تھے لیکن وہ سب کچھ قوم کو دے گئے"(۲۴)

قائداعظم محمد علی جناح نہایت خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے تھے وہ اکثر خلوت میں بھی احکم الحاکمین کے دربار میں سر بسجدہ آہ وزاری کرتے دیکھے گئے۔ مولانا شبیر علی تھانوی اپنی روئیداد میں لکھتے ہیں۔

"میرے ایک معتبر دوست نے مجھ سے بیان کیا کہ ان سے مولانا حسرت موہانی صاحب نے بیان کیا کہ میں ایک روز جناح صاحب کی کوٹھی پر صبح ہی صبح ایک نہایت ضروری کام سے پہنچا اور ملازم سے میں نے اطلاع کرنے کو کہا ملازم نے کہا کہ اس وقت ہم کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے آپ تشریف رکھیں تھوڑی دیر میں جناح صاحب خود تشریف لے آئیں گے چونکہ مجھے نہایت ضروری

کام تھا اور میں اس کو جلد سے جلد جناح صاحب سے کہنا چاہتا تھا اس لیے مجھے ملازم پر غصہ آیا اور میں خود کمرہ میں چلا گیا ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں پھر تیسرے کمرے میں پہنچا تو برابر کے کمرہ سے مجھے کسی کے بہت ہی بلک بلک کر رونے اور کچھ کہنے کی آواز آئی آواز چونکہ جناح صاحب کی تھی اس لیے گھبرایا اور آہستہ سے پردہ اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناح صاحب سجدہ میں پڑے ہیں اور بہت ہی بے قراری کے ساتھ کچھ دعا مانگ رہے ہیں میں دبے پاؤں وہیں سے واپس آگیا اور اب تو بھائی جب جاتا ہوں اور ملازم کہتا ہے کہ اندر ہیں تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سجدہ میں پڑے ہوئے دعا کر رہے ہیں میرے تصور میں ہر وقت وہی تصور اور وہی آواز رہتی ہے" (۲۵)

مولانا سیف الاسلام صاحب بھی اپنی چشم دید رپورٹ میں اسی قسم کا واقعہ یوں لکھتے ہیں۔

"قائداعظم" رات کے دو بجے اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں اور بہت دیر تک سجدے میں روتے ہیں اور بہت گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں" (۲۶)

قرآن کریم کی تلاوت اور اس کی آیتوں پر غور و فکر کرنا اور ان پر عمل کرنا ایک سچے اور پکے عاشق رسول ﷺ کی علامت ہے قائداعظم بھی نہ صرف قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے بلکہ اس کی ایک ایک آیت پر غور و فکر بھی کرتے تھے بادشاہی مسجد لاہور کے سابق خطیب مولانا غلام مرشد ایک مفصل واقعہ لکھتے ہوئے کہتے ہیں۔

"ان کے سامنے میز پر قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کا نسخہ رکھا تھا اسے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ میرا اس حقیقت پر ایمان ہے کہ اس کتاب عظیم میں دنیا اور

آخرت کی زندگیوں کے متعلق مکمل ضابطے اور آئین موجود ہیں تمدنی۔معاشی اوراخلاقی انمٹ اوردائمی قواعد موجود ہیں" ملحضاً(۲۷)۔

عبدالرشید بٹلر کی زبانی ایک ایمان افروز واقعہ سنیے۔

"قائداعظم گورنر ہاوس پشاور میں آئے تو رات دو بجے میں نے انہیں کافی پیش کی اس وقت سردار عبدالرب نشتر بابائے قوم سے ملاقات کے لیے گورنر ہاوس میں موجود تھے وہ ملاقات کر کے کوئی اڑھائی بجے کے لگ بھگ چلے گئے ہوں گے کہ سیکورٹی والوں نے مجھے طلب کرلیا کیونکہ قائداعظم کے کمرے میں اس شب جانے والا میں آخری سرکاری اہلکار تھا سیکورٹی والوں نے مجھ سے پوچھا کہ اس وقت کہیں کوئی شخص تو نظر نہیں آیا کیونکہ جس کمرے میں قائداعظم ٹھہرے تھے اس سے ٹھک ٹھک کی آوازیں آرہی تھیں یہ آواز۔ ایک ردھم سے آتی اور پھر وقفہ آجاتا وقفے کے بعد دوبارہ اس ردھم سے یہ آواز آتی چونکہ صوبہ سرحد میں سرخ پوشوں کا زور تھا سیکورٹی والوں کو خدشہ ہوا کہ قائداعظم پر کوئی حملہ نہ کیا جارہا ہو ان کے دروازے پر دستک دینے کی کسی کو جرات نہ تھی چنانچہ مجھے ایک روشندان میں سے جھانک کر قائداعظم کے بارے میں معلوم کرنے کا فرض سونپا گیا یہ سارا کام انتہائی رازداری سے ہو رہا تھا میں نے جونہی روشندان سے اندر جھانکا تو قائداعظم فرش پر چل رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے یہ بات میرے لیے تشویش کا باعث بنی اور میں اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے روشندان سے اندر جھانکتا رہا لکڑی کے فرش پر چلنے کی وجہ سے قائداعظم کے جوتوں کی آواز ٹھک ٹھک پیدا کر رہی تھی اور جب آواز رک جاتی تو وہ کمرے میں موجود انگیٹھی پر اپنی دونوں کہنیاں رکھ کر ایک کتاب سے کچھ پڑھتے اور پھر ٹہل

ٹہل کر اس پر غور کرتے اور روتے میں نے یہ بات سیکورٹی والوں کو بتادی جنہوں نے بتایا کہ بابائے قوم کے کمرے میں انگریزی زبان کے ترجمہ والا قرآن مجید کا نسخہ رکھا ہوا ہے اس پر میں سمجھ گیا کہ قائداعظم ایک یا دو آیات پڑھ کر ان کا ترجمہ پڑھنے کے بعد کمرے میں گھوم گھوم کر ان پر غور کرتے اور یہ معانی و مطالب ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کی روانی کا موجب ہیں قائداعظم کے سپاہی جناب منیر احمد منیر کہنے لگے کہ یہ تو بابائے قوم کا روزانہ کا معمول ہے" (۲۸)

قائداعظم اللہ تعالیٰ کی نصرت پر کامل یقین رکھتے تھے لیکن قرآن کریم کے مطالعے نے ان کے اس یقین کو اور مستحکم کر دیا تھا اس حقیقت کا اظہار قائداعظم نے رانا نصر اللہ خان سے یوں کیا۔

"میں نے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کئی بار پڑھا ہے مجھے اس کی بعض سورتوں سے بہت تقویت ملتی ہے مثلاً وہ چھوٹی سی سورت (الم ترا کیف فعال ربک) ہے جس میں ابابیلوں کا تذکرہ ہے اللہ تعالیٰ نے جس طرح کفار کے بڑے لشکر کو ابابیلوں کے ذریعے شکست دی اسی طرح ہم لوگوں کے ذریعے انشاء اللہ کفار کی قوتوں کو شکست ہو گی" اس واقعہ کے راوی رانا نصر اللہ خان کہتے ہیں کہ قائداعظم سورۃ الم ترا کیف بہت ذوق و شوق سے سنتے تھے اور اپنی بات چیت اور تقریروں میں اکثر انشاء اللہ اور اللہ کو اگر منظور ہوا جیسے فقرے استعمال کرتے تھے ملحضاً (۲۹)

قائداعظم نے ہمیشہ اپنی تقاریر میں اپنے پیارے محبوب ﷺ کی پیاری کتاب قرآن کریم کے حوالے بھی دیئے ہیں مثلاً ۱۹۴۳ء میں کراچی مسلم لیگ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"وہ کونسا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کونسا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ وچٹان وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن قریم ہے۔"

اسی طرح مسلمان قوم کو اپنے پیام عید ۱۹۴۵ء میں فرمایا۔

"جاہلوں کی بات الگ ہے ورنہ ہر کوئی جانتا ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کا ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے مذہبی، سماجی، شہری، کاروباری، فوجی، عدالتی، تعزیری اور قانونی ضابطہ حیات جو مذہبی تقریبات سے لے کر روزمرہ زندگی کے معاملات تک روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک تمام افراد سے لے کر ایک فرد کے حقوق تک اخلاق سے لے کر جرم تک اس دنیا میں جزاوسزا سے لے کر اگلے جہاں کی سزا و جزا تک کی حدبندی کرتا ہے" (۳۰)

عشرت رحمانی لکھتے ہیں

"برادرم مولانا حامد علی خان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ شیخ عبدالقادر مرحوم سے ذکر کیا تھا کہ بعض عرب علماء نے کہا ہے کہ قائداعظم کا اصل پیغام سیاسی نہیں اخلاقی اور روحانی ہے" اس پر شیخ صاحب نے جواب دیا "یہ بالکل درست ہے اور رفتہ رفتہ یہ حقیقت ظاہر ہوتی جائے گی۔"

قائداعظم کے اقوال، بیانات اور تقریروں پر بغور نظر ڈالنے کے بعد شیخ صاحب اور عرب علماء کے خیالات کی تائید ہوتی ہے" (۳۱)

قائداعظم محمد علی جناح کی دلی تمنا تھی کہ کسی نہ کسی طرح حج کی سعادت حاصل ہو ور دیار رسول ﷺ پر حاضری کی سعادت نصیب ہو ایک دفعہ آپ نے زیارت

حرمین شریفین کا عزم بھی کرلیا تھا اس مبارک ارادے پر مسنوسی ہند امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے آپ کو مبارک دیتے ہوئے یوں راہنمائی فرمائی۔

"گزشتہ ہفتے میں ایک پیغام عزم حج کی مبارکبادی پر بھیج چکا ہوں اب دوسری مرتبہ آپ کو مسلم لیگ کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔

اب آپ کا فرض ہے کہ ان ہزار ہا اشغال کو چھوڑ کر اپنے وعدے کے مطابق اس بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر اور دربار شریف حضرت رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہو کر اس کا شکریہ ادا کریں اور فقیر کے پیغام کو معمولی نہ سمجھیں۔

عید الفطر کے بعد ہوائی جہاز میں سوار ہو کر کراچی سے دوسرے دن مکہ پہنچ جائیں اور پانچ دن مناسک حج ادا کر کے دو تین گھنٹے میں مدینہ طیبہ حاضر ہو جائیں وہاں ہفتہ عشرہ قیام فرما کر تیسرے دن کراچی واپس پہنچ جائیں"۔ ملخصاً

اس خط کے جواب میں قائداعظم نے تحریر کیا

"۱۷ جولائی کے خط کا بہت بہت شکریہ آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں تیزی کے ساتھ جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان کی بنا پر میرے لیے اس وقت ہندوستان سے دور ہونا ممکن نہیں ہے" (۳۲)

چنانچہ مسلمانان برصغیر کے پیچیدہ مسائل کی وجہ سے آپ فریضہ حج ادا نہ کر سکے یوں آپ کا یہ ارمان پورا نہ ہو سکا البتہ قیام پاکستان کے بعد غالباً ۱۹۸۶ میں اس قائداعظم کے ایک عقیدت مند نے آپ کی بجائے حج بدل ادا کر کے آپ کی دلی خواہش کی تکمیل کر دی (۳۳)

۱۹۴۳ میں کسی بدبخت نے قائداعظم پر حملہ کر کے آپ کو زخمی کر دیا

اس پر سنوسی ہند امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے منشی صاحب کو ایک خط اور بہت سے تحائف جناح صاحب کے لیے بھیجے کہ میری طرف سے مزاج پرسی کر آؤ۔

امیر ملت ؒ نے اپنے خط میں قائداعظم کی یوں حوصلہ افزائی فرمائی۔

" اب جو یہ حملہ آپ پر ہوا ہے آپ کی کامیابی کے لیے نیک فال ہے آپ کو میں مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے آپ کے حصول مقصد میں خواہ کتنی بھی دشواریوں کا سامنا ہو آپ بالکل پرواہ نہ کریں اور پیچھے نہ ہٹیں جس شخص کو اللہ تعالیٰ کامیاب فرمانا چاہتا ہے اس کے دشمن پیدا کر دیتا ہے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرے" ملخصاً

قائداعظم نے جو بصیرت افروز جواب دیا وہ ملاحظہ کیجیے۔

" جب آپ جیسے بزرگوں کی دعا میرے شامل حال ہے تو میں اپنے مقصد میں ابھی سے کامیاب ہوں اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری راہ میں کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ آئیں میں اپنے مقصد سے کبھی پیچھے نہیں ہٹوں گا" آپ نے قرآن شریف اس لیے عنایت فرمایا ہے کہ میں مسلمانوں کا لیڈر ہوں جب تک قرآن اور دین کا علم نہ ہو کیا لیڈری کر سکتا ہوں میں وعدہ کرتا ہوں کہ قرآن شریف پڑھوں گا انگریزی ترجمے میں نے منگوا لیے ہیں ایسے عالم کی تلاش میں ہوں جو مجھے انگریزی میں قرآن پاک کی تعلیم دے سکے جائے نماز آپ نے اس لیے عطا کیا ہے کہ جب میں اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانتا تو مخلوق میرا حکم کیوں مانے گی میں وعدہ کرتا ہوں کہ نماز پڑھا کروں گا تسبیح آپ نے اس لیے ارسال کی ہے کہ میں اس پر درود شریف پڑھا کروں

جو شخص اپنے پیغمبر ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کیسے نازل ہو سکتی ہے میں اس اشارے کی بھی تعمیل کروں گا" (۳۴)

ایک گمنام عاشق رسول ﷺ لکھتے ہیں۔

حقیقی راز جس وجہ سے درود شریف پڑھتے وہ تھا پاکستان حاصل کرنے کا جو نا ممکن کام ممکن کر دکھایا اکثر اوقات وہ قائداعظم فرماتے تھے کہ جب ایک مسلمان اپنے نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس بندے پر کیسے رحمت نازل کر سکتا ہے

اپنی دن رات مشغول زندگی کے معمول میں سے کچھ وقت نکال کر درود شریف کثرت سے پڑھتے رہتے تھے ان کا خیال تھا کہ اس کے بغیر وہ یہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتے (۳۵)

"حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی" جن کے لاکھوں کی تعداد میں پاکستان اور ہندستان میں مرید ہیں اور جو ساری زندگی مدینہ منور میں محلہ درویشاں میں گزار کر جنت البقیع میں مدفون ہوئے ایک مرتبہ حج کے دنوں میں فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ قائداعظم محمد علی جناح مدینہ منورہ آئے ہوئے ہیں میرے دل میں آیا کہ میں ان کی دعوت کروں کیونکہ وہ مسلمانوں کے رہبر ہیں غالباً یہ بھی درود شریف کی برکت تھی کہ ایسے باکمال بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ قائداعظم محمد علی جناح مدینہ منور آئے ہوئے ہیں اور میں ان کی دعوت طعام کر رہا ہوں" (۳۶)

ایک سچا عاشق رسول ﷺ موت سے کبھی نہیں ڈرتا بلکہ اسے ہنسی خوشی قبول کر لیتا ہے قائداعظم محمد علی جناح بھی موت سے نہ ڈرے بلکہ مرد

مومن کی طرح مطمئن رہے۔

ان کے سوانح نگار سردار محمد خان لکھتے ہیں۔

کوئٹہ میں علاج جاری رہا اور قائداعظم کی صحت روز بروز بہتر ہوتی گئی ایک دن ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش نے باتوں باتوں میں تبسم کناں قائداعظم سے کہا "ہماری انتہائی کوشش ہے کہ آپ کی صحت اتنی اچھی ہو جائے جتنی آپ کی صحت سات آٹھ سال پہلے تھی" قائداعظم سن کر مسکرائے اور فرمانے لگے

"چند سال قبل یقیناً میری یہ آرزو تھی کہ میں زندہ رہوں اس لیے زندگی کی خواہش نہیں تھی کہ میں موت سے ڈرتا تھا بلکہ اس لیے زندہ رہنا چاہتا تھا کہ قوم نے جو کام میرے سپرد کیا ہے اور "قدرت" نے جس کام کے لیے مجھے مقرر کیا ہے میں اپنی زندگی میں پائے تکمیل تک پہنچا سکوں اب وہ کام پورا ہو چکا ہے میں اپنے فرض کو ادا کر چکا ہوں پاکستان بن گیا ہے اس کی بنیادیں مضبوط ہیں اب چند ماہ سے مجھے ایسے خیال آتے رہتے ہیں کہ میں اپنے فرض کو ادا کر چکا ہوں قوم کو جس چیز کی ضرورت تھی وہ قوم کو مل گئی

اب یہ قوم کا کام ہے کہ وہ اس کی تعمیر کر کے اسے ناقابل تسخیر اور ترقی یافتہ ملک بنادے حکومت کا نظم و نسق چلائے میں طویل سفر کے بعد تھک گیا ہوں آٹھ سال تک مجھے قوم کے اعتماد پر دو عیار اور مضبوط دشمنوں سے لڑنا پڑا ہے میں نے خدا کے بھروسے پر انتھک محنت کی ہے اور اپنے جسم کے خون کا آخری قطرہ تک حصول پاکستان کے لیے صرف کر دیا ہے میں تھک گیا ہوں آرام چاہتا ہوں اب مجھے زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں" (۳۷)

موت یہ میری نہیں میرے اجل کی موت ہے
کیوں ڈروں اس سے کہ مر کر پھر نہیں مرنا مجھے (اقبال)

۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے دنیائے فانی سے کوچ کرنے کی تیاری کردی۔ محترمہ فاطمہ جناح آپ کو گتے کے ایک ٹکڑے اور چادروں سے ہوا دیتی رہیں۔

قائداعظم کے منہ سے "اللہ --- پاکستان" نکل رہا تھا محترمہ فاطمہ جناح نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ قائداعظم نے مجھے سرگوشی کے انداز میں کہا کہ فاطمی خدا حافظ لا الہ الا اللہ محمد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بعد قائداعظم ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے (اناللہ وانا الیہ راجعون۔(۳۸)

زندگی کے آخری لمحہ تک اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق قائم رہنا اور کلمہ طیبہ پڑھنا ایک مرد مومن اور مقبول بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی ہے

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حامی درود و سلام جناب محمد فیاض حسین چشتی نظامی لکھتے ہیں

میرے والد محترم (حضرت بشیر احمد چشتی نظامی") کو ایک دفعہ عین اس وقت بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی جب حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی کراچی میں تدفین ہو رہی تھی والد محترم نے بتایا کہ اس وقت فخر موجودات حضور آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے ہوئے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے قائداعظم کو لحد میں اتار رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں "یہ میرا پیارا ہے"(۳۹)

منشی عبدالرحمٰن خان رقم طراز ہیں ۔

"۱۹۴۸ء میں دربار نبوی ﷺ کے خادم خاص آغا اسحاق علی صاحب نے جو گنبد خضریٰ میں آنے جانے کے واحد مجاز تھے نے ایک ذمہ دار پاکستانی شخص کو بتایا جس روز قائداعظم کا پاکستان میں انتقال ہوا اس روز مجھے نبی کریم کی زیارت نصیب ہوئی آپ بہت مسرور نظر آرہے تھے فرمایا کہ آج ہمارا دوست آرہا ہے اس کی آمد کی خوشی مناؤ جب دریافت کیا گیا کہ حضور ﷺ وہ کون ہے ؟ تو ارشاد فرمایا محمد علی جناح" چنانچہ اس روز ہم نے شیرینی وغیرہ پکائی" (مشاہدات وواردات ص ۱۴۹)

اس خواب کی تائید اس خواب سے ہوتی ہے جو پاکستان بننے سے پہلے سرحد ہزارہ کے ایک معمر بزرگ نے جو قائداعظم کے نام ومقام تک سے ناواقف تھے روضہ اطہر کے متصل دیکھا کہ

"حضور سرور عالم ﷺ بہ نفس نفیس تشریف فرما ہیں اور آپ کے ساتھ شانہ بشانہ ایک لمبے معمر صاحب سر پر ٹوپی پہنے کھڑے ہیں اور پیچھے لوگوں کا بے پناہ ہجوم ہے کسی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ حضور ﷺ یہ ٹوپی والے کون ہیں ؟ تو آپ نے فرمایا

تم نہیں جانتے یہ محمد علی جناح ہیں اور یہ لوگ سب کے سب مجاہد ہیں پھر حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے آب زمزم کی بہت مقدار لے کر جناح اور اس کے ساتھیوں پر چھڑکی"

اس خواب کی پوری تفصیل ہزارہ کے محمد افضل خان بی اے کے قلم سے روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۴۶ میں شائع ہوئی ۔

ان کے علاوہ بھی کئی ثقہ حضرات نے قائداعظم کو دربار نبوی ﷺ

میں دیکھا چونکہ عالم خواب میں حضور ﷺ کے سوا اور کوئی حضور ﷺ کی صورت مبارک میں نہیں آسکتا اس لیے رویائے صادقہ شک وشبہ سے بالاتر ہوتے ہیں“ (۴۰)

حامی درود و سلام جناب محمد فیاض حسین چشتی کی زبانی ایک دوسرا روح پرور واقعہ سنئے

”میرے محسنوں میں سے ایک محسن اردو بازار لاہور میں بیٹھے تھے کہ حضرت قائداعظم محمد علی جناح اور پاکستان کے ایک ازلی دشمن نے حضرت قائداعظم اور پاکستان کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا میرے محسن نے اس گستاخ کو فوراً اس زور سے تھپڑ رسید کیا کہ اس کی ناک سے خون بہنے لگا اس کے ہم خیالوں نے تھانہ لوہاری جانے کا مشورہ دیا تھوڑی دیر میں تھانے دار کا بلاوا آگیا تھانیدار نے تھپڑ مارنے کی وجہ پوچھی میرے محسن نے برجستہ جواب دیا۔ یہ حضرت قائداعظم اور پاکستان کے خلاف گستاخی کا مرتکب ہوا ہے تھانیدار نے کہا ”اچھا کیا یہ پاکستان ہے تو میری تھانیداری ہے یہ عہدے ہیں ورنہ مجھے شاید کوئی چپڑاسی بھی بھرتی نہ کرتا“ اس تھانیدار نے حضرت قائداعظم اور پاکستان کے سچے عاشق کو باعزت طور پر تھانے سے جانے دیا اور وہ گستاخ منہ لٹکائے تھانے سے باہر چلا گیا اب آپ کے دل میں یہ خیال تو آتا ہوگا کہ احقر کا یہ محسن کون ہے؟ ان کا نام ملک سلطان محمود اعوان ساکن چک نمبر 473-EB تحصیل بورے والا ضلع وہاری حال مقیم مکان نمبر 670 بلاک ملی سبزہ زار سکیم لاہور ہے آج کے اس نفسا نفسی اور مصروفیت کے دور میں یہ روزانہ چودہ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں مندرجہ بالا واقعہ کے بعد انہیں خواب میں حضرت قائداعظم کی بڑی واضح زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ جب درود شریف کی محفل منعقد کرتے ہو تو میرے لیے اور میرے رفقاء

کے لیے دعا کیا کرو اب ملک صاحب درود شریف کی محفل کے بعد حضرت قائداعظم اور ان کے رفقاء اور ان لوگوں کے لیے جنہوں نے پاکستان بنانے میں تن من دھن کی قربانی دی خصوصی دعا کرتے ہیں اور ہمیں بھی اس کی تلقین کرتے ہیں۔

احقر کا یہ معمول ہے کہ ہر روز ایک خاص تعداد میں اور جمعۃ المبارک کے دن کم از کم ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ کے وسیلے سے حضرت قائداعظم محمد علی جناح اور حضرت علامہ اقبال اور ان کے والدین کو ایصال ثواب کرتا ہے بے شک درود شریف کی توفیق اللہ تعالیٰ جی کی نظر کرم سے ہی ملتی ہے" (۴۱)

قبلہ الحاج سید خادم علی شاہ بخاری" بھی ایک سچے محب وطن تھے فخریہ انداز میں خود کو "پاکستان میڈ" فرماتے تھے پاکستان کی بقا و استحکام کے لیے ہمیشہ دعا فرماتے تھے حضرت قائداعظم محمد علی جناح اور پاکستان بنانے والے دیگر اکابرین کی دل و جان سے قدر فرماتے تھے روزانہ قرآن پاک کی تلاوت فرما کر ان حضرات کی ارواح کو ثواب پہنچاتے تھے (۴۲)

ان ایمان افروز واقعات اور رویائے صالحہ سے اظہر من الشمس ہے کہ حضرت قائداعظم محمد علی جناح نہ صرف ایک مخلص اور دیانت دار مسلمان رہنما ہیں بلکہ آپ کو محبوب کائنات حضرت محمد ﷺ سے از حد عقیدت و محبت تھی اور پھر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بھی آپ کی بے پناہ مقبولیت تھی جو قابل رشک ہے۔

مملکت خداداد پاکستان اسلام کے نام پر حاصل ہوئی لاکھوں قربانیاں دی

گئیں اندرونی وبیرونی سازشوں کے باوجود یہ معرض وجود میں آئی ہے اسے مٹانے والے خود صفحہ ہستی سے مٹ گئے مگر یہ زندہ وتابندہ ہے بانی پاکستان کی مخالفت کرنے والے آج بے نام ونشان ہیں مگر قائداعظم کا نام نہایت روشن اور نمایاں ہے یقیناً یہ مملکت خداداد پاکستان عطیہ خداوندی ہے یہ معجزہ محبوب خدا ﷺ ہے یہ فیضان اولیا ہے یہ دنیا کے نقشے پر ہمیشہ قائم رہنے کے لیے بنا ہے دنیا کی کوئی قوت اسے مٹا نہیں سکتی بلکہ دشمنان پاکستان اپنے ناپاک ارادوں میں ہمیشہ ناکام ونامراد رہیں گے ان شاءاللہ

یارب میرے وطن پر رحمت کے سائے رکھنا
دشمن کی ہر نظر سے اس کو بچائے رکھنا
تو نے یہ پاک خطہ ہم کو عطا کیا ہے
تیرے ہی لطف سے یہ گلشن ہرا بھرا ہے

(پیرزادہ حمید صابری)

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ہمیں اس خطہ پاک میں حسین انقلاب کی توفیق عطا فرمائے "اللہ ----- پاکستان"

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ واصحابہ اجمعین

حواشی وحوالے

1 اسماعیل دہلوی مولوی - تقویۃ الایمان مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء ص ۵۵
2 سعید راشد - گفتار وکردار قائداعظم مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۴۱
3 مکتوب گرامی محمد اشرف بیگ بنام راقم الحروف بوساطت بابو محمد اکبر

ساکن چواشاہ غریب محررہ ۱۵ اپریل ۱۹۹۸ء

۴ سردار محمد خان- حیات قائداعظم مطبوعہ لاہور ۱۹۴۹ء ص ۲۹۶

۵ سردار محمد خان- حیات قائداعظم مطبوعہ لاہور ۱۹۴۹ء ص ۲۷۶

۶ پیر سوہنے میاں- سیرت راہنمائے اولیا مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص ۵۳

۷ الحاج ظہور الحسن قادری- مبشرات پاکستان مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص ۱۷

۸ محمد عبدالمجید صدیقی- سیرت النبی بعد از وصال النبی مطبوعہ لاہور ص ۳۴۳

۹ پیر سید اختر حسین شاہ -سیرت امیر ملت مطبوعہ لاہور ص ۱۴۴

۱۰ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور دسمبر ۱۹۹۲ء ص ۶۵

۱۱ ماہنامہ ساندل سویرا اسلام آباد اکتوبر ۱۹۹۷ء ص ۱۵

۱۲ دیکھئے - سلطان باہو قادری 'سلطان العارفین-نور الہدے (مترجم - فقیر نور محمد سروری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۷۸

۱۳ دیکھیے- محمد صادق قصوری - تحریک پاکستان اور مشائخ عظام مطبوعہ لاہور ص ۱۲۷

۱۴ دیکھیے-ادریس صدیقی- تحریک آزادی کے قافلہ سالار مشمولہ اردو ڈائجسٹ لاہور اگست ۱۹۹۰ء ص ۲۰۰

۱۵ محمد عبدالحکیم شرف قادری علامہ - تذکرہ اکابر اہل سنت مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۵۳۱

۱۶ الحاج ظہور الحسن قادری- مبشرات پاکستان مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص ۲..

۱۷ گمنام عاشق رسول ﷺ- درود شریف مطبوعہ لاہور ص ۸۸

۱۸ خواجہ رضی حیدر - قائداعظم خطوط کے آئینے میں مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء
ص ۶۸

۱۹ راجا رشید محمود - قائداعظم - افکار و کردار مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۳۰

۲۰ محمد حنیف شاہد - اسلام اور قائداعظم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۴۳

۲۱ روزنامہ نوائے وقت جمعہ میگزین ۱۱ ستمبر ۱۹۹۲ء ص ۵

۲۲ منصور احمد بٹ - نقوش قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۲۰۶

۲۳ منصور احمد بٹ - نقوش قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۲۱۰

۲۴ ماہنامہ آستانہ کراچی اکتوبر ۱۹۹۷ء ص ۱۸

۲۵ منشی عبدالرحمٰن خان - قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ مطبوعہ لاہور
۱۹۸۶ء ص ۹۵

۲۶ محمد مسعود احمد پروفیسر ڈاکٹر - حیات مظہری مطبوعہ کراچی ۱۹۷۴ء ص
۳۴

۲۷ ماہنامہ کنزالایمان لاہور 'تحریک پاکستان نمبر اگست ۱۹۹۵ء ص ۲۲۲

۲۸ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۵ دسمبر ۱۹۹۷ء

۲۹ سعید راشد - گفتار و کردار قائداعظم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص ۳۹۴

۳۰ مجلہ اوج لاہور گولڈن جوبلی نمبر قرارداد پاکستان ۹۱-۱۹۹۰ء ص ۴۶۹

۳۱ پندرہ روزہ تحریک لاہور ۱۶ دسمبر تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۲ء ص ۳۳

۳۲ خواجہ رضی حیدر - قائداعظم خطوط کے آئینہ میں مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء
ص ۱۶۴، ۱۶۵

۳۳ ولی مظہر ایڈووکیٹ - عظمتوں کے چراغ ج ۶ مطبوعہ ملتان ۱۹۹۰ء ص ۸۰۸

۳۴ پیر سید اختر حسین شاہ - سیرت امیر ملت مطبوعہ لاہور ص ۴۸۰

۳۵ گمنام عاشق رسول ﷺ - درود شریف مطبوعہ لاہور ص ۹۰

۳۶ گمنام عاشق رسول ﷺ - درود شریف مطبوعہ لاہور ص ۹۴

۳۷ سردار محمد خان - حیات قائداعظم مطبوعہ لاہور ۱۹۴۹ء ص ۶۸۱، ۶۸۲

۳۸ روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۲۵ دسمبر ۱۹۹۷ء

۳۹ محمد فیاض حسین چشتی - نظر کرم مطبوعہ لاہور ص ۱۰۱

۴۰ منشی عبدالرحمٰن خان - قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ مطبوعہ لاہور ص ۱۷۸

۴۱ محمد فیاض حسین چشتی - نظر کرم مطبوعہ لاہور ص ۱۱۰

۴۲ احمد بن محمود المدعو بمعین الفقراء - تاریخ مزارات بخارا (مترجم - ڈاکٹر سید امتیاز حیدر پیش لفظ - الحاج وقار احمد وقار صدیقی) مطبوعہ کراچی ۱۹۹۷ء ص ۲۰۱

مقالہ بعنوان

"قائداعظمؒ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں"

طالبِ غلامیٔ رسول

(۱۴۱۹ھ)

مشرفِ غلامیٔ رسول

(۱۹۹۸ء)

ہیں محمد اور علی غائیت جلیل القدر نام
بے حساب ان کے فضائل ہیں فیوض ان کے کثیر
اِن بڑے ناموں کا مجموعہ تھا نام اُس شخص کا
قائداعظم سے نامی جو ہوا مردِ کبیر
قافلہ سالارِ اہلِ حق فہیم و دیدہ ور
کاروانِ جہدو ایثار و عزیمت کا امیر
تھے اب وجد اُس کے اور وہ خود سعید اختر بھی تھا
فیض یابِ خاندان غوثِ اعظم دستگیر
اکبری فتنہ کی سرکوبی کے مشکل کام میں
تھے بزُرگ اُس کے مجدّدِ الفِ ثانی کے نصیر
حکمت و تدبیر اُس کی خوبیٔ کردار کی
شاذ ہے اوراقِ تاریخِ سیاست میں نظیر

صورتِ فولاد محکم اُس کا عزم اُس کا عمل
قول اُس کا ایسا پختہ جیسے پتّھر پر لکیر
جو مقابل اُسکے تھے اُس سے جو رکھتے تھے عناد
اُس کے علم و فہم کا رکھتے نہ تھے عشرِ عشیر
اُس کا دل تھا اعتمادِ حق تعالیٰ سے قوی
اُس کا سینہ نورِ عشقِ مصطفیٰ سے مستنیر

برِ کوچک کے مُسلمانوں کا تھا وہ بادشاہ
تھا دلوں کا بادشاہ رکھتا نہ تھا تاج و سریر
وہ جواں ہمت وہ بانی ارضِ پاکستان کا
دنگ اُس کی عظمتِ کردار پر ہے چرخِ پیر
ملتِ اسلامیہ کا درد مند و غم گسار
بطلِ حریت، غلامِ صاحبِ خیرِ کثیر
اُسوۂ سرکار ﷺ تھا اُس کی نظر کے سامنے
خوش مقدر تھا نبی ﷺ کے دامِ الفت کا اسیر
اکتسابِ نور کرتا تھا وہ جانِ نور سے
اِس لیے اُس پیکرِ دانش کا روشن تھا ضمیر
اُن کی اُمت کا وہ سچے دل سے خیر اندیش تھا
مہرباں اُس پر تھے محبوبِ خداوندِ قدیر

☆

اِس حوالے سے کیا تحریر صابر شاہ نے
یہ مقالہ جس سے اہلِ ذوق ہونگے ذوق گیر
مجھ سے ہاتف نے کہا طارق زروئے دیدہ زیب
”سال کر اِس کا رقم یہ ہے حکایت دلپذیر“

۴ + ۱۴۱۵ = ۱۴۱۹ ھ

نتیجہ فکر - طارق سلطانپوری - حسن ابدال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے؟

تحریر و تحقیق

سید صابر حسین شاہ بخاری
برہان شریف اٹک

انتساب

بنام

حکیم الامّت حضرت علامہ محمد اقبال کے شیفتہ اور حضرت

قائداعظم کے جاں نثار لسان الامت محمد بہادر خان

المعروف (نواب بہادر یار جنگؒ)

دعا کی، "عمر میری قائداعظم کو مل جائے"

بہادر، یار بھی تھے جاں نثار قائداعظم

(طارق سلطانپوری)

صابر حسین شاہ بخاری

قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے؟

اس ارض پاک پر ترویج قرآں اور سنت ہو
وہی آئین ہو یاں کا جو منشائے نبوت ہو
یہاں جاری طریق صاحب لولاک کرنا ہے
دیار پاک کو ہر ہر گناہ سے پاک کرنا ہے (سراج)

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ مملکت خداداد پاکستان اسلام کے مقدس نام پر معرض وجود میں آئی ہے۔ بر صغیر کے مسلمانوں نے یہ خطہ پاک بے مثال اور لازوال قربانیوں کے بعد محض اس لیے حاصل کیا تھا کہ وہ یہاں آزاد فضاؤں میں اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگیاں گزاریں گے اور اس طرح یقیناً اسلام کی سربلندی ہوگی۔ تحریک پاکستان کے ایک مرد مجاہد قائداعظم کے دست راست سردار عبدالرب نشتر نے ایک مرتبہ ایک واقعہ سنایا تھا اس سے انداز ہو سکتا ہے کہ بر صغیر کے مسلمانوں نے یہ ملک کیوں بنانا چاہا تھا وہ کہتے تھے کہ "ایک مرتبہ میں الٰہ آباد کے اسٹیشن سے اپنے دورے کے سلسلہ میں گزر رہا تھا تو اسٹیشن پر لوگ مسلم لیگ کے لیڈر کا استقبال کرنے اور ایک جھلک دیکھنے کے لیے جمع تھے تو ان میں سے ایک بارہ سال کا بچہ "پاکستان زندہ باد، پاکستان زندہ باد" کہتے کہتے بے ہوش سا ہونے لگا تو میں نے اسے سنبھالا اور اپنے ڈبے میں لے آیا میں نے اس سے پوچھا بیٹے تم جانتے ہو کہ الٰہ آباد پاکستان بننے کے بعد کبھی بھی پاکستان کا حصہ نہ بنے گا پھر تم کیوں اس قدر جوش میں اپنے ہوش کھو رہے ہو؟ تو اس بچے نے جو جواب دیا وہ آج کے ناپسندیدہ پاکستانیوں جو ملک کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہیں ان کے منہ پر طمانچہ ہے کہنے

لگا۔

سردار صاحب ہمارا شہر پاکستان میں داخل نہ ہو گا لیکن پاکستان بننے سے اسلام کا نام تو سربلند ہو جائے گا" وہ فرماتے تھے کہ اگر ایران سے اسلام کو ختم کر دیا جائے تو ایران ایران رہے گا کیونکہ اسلام سے پہلے بھی یہ ایران تھا مصر سے اسلام خدانخواستہ ختم ہو جائے تو مصر مصر ہی رہے گا اگر پاکستان سے اسلام کو ختم کیا گیا تو پاکستان ختم ہو جائے گا کیونکہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے (۱)

بفضلہ تعالیٰ انگریزوں، ہندوؤں اور کانگریسی مسلمانوں کی شدید مخالفتوں کے باوجود "پاکستان" عظیم اسلامی ملک کی حیثیت سے منصہ شہود پر آیا آج بھی وہ ہمارے پیارے پاکستان میں اپنی مخالفانہ اور معاندانہ سرگرمیوں میں مصروف ہیں حال ہی میں ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے "نظریہ پاکستان" اور "بانی پاکستان" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جسے مولانا سمیع الحق سابق سینٹر نے "الحق" (اگست ۱۹۹۷ء) میں شائع کر کے بانی پاکستان کی ناحق کردار کشی میں اپنی شمولیت کا ثبوت دیا ہے اور ملک دشمن عناصر کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

فاضل مضمون نگار ابو سلمان شاہ جہانپوری محتاج تعارف نہیں ہیں وہ مشہور کانگریسی لیڈر مولانا ابوالکلام آزاد کے شیفتہ و فریفتہ ہیں گویا مسلم لیگ اور قائداعظم کی مخالفت انہیں ورثے میں ملی ہے آیئے دیکھیں اس مضمون میں وہ کیا گل کھلاتے ہیں۔

مسلمانوں کی نمائندہ جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کو کانگریس کے برابر سیکولر جماعت تصور کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ہندوستان میں غیر فرقہ وارانہ کُل ملکی سطح کی دو قومی جماعتیں تھی جس

طرح کانگریس میں اس کے مقاصد میں اتفاق رکھنے والے مختلف اقوام و مذاہب کے لوگ شامل تھے مسلم لیگ بھی صرف ایک مذہب کے ماننے والی مسلمانوں کی یا شیعوں پر مشتمل نہ تھی بلکہ مسلم لیگ کے کریڈ سے اتفاق رکھنے والے اسماعیلی آغاخانی' ذکری اور قادیانی بھی اس میں شامل تھے مسلم لیگ نام کی مسلمان اور حقیقت میں سیکولر جماعت تھی ملخصاً (۲)

مضمون نگار نے کتنے پُر فریب انداز میں مسلم لیگ کو بھی کانگریس کی طرح ایک سیکولر جماعت قرار دیا ہے اور دونوں جماعتوں کو ایک جیسا کہہ دیا ہے حالانکہ یہ بات سب پر عیاں ہے کہ کانگریس خالصتاً ہندو جماعت ہے اور مسلم لیگ خالصتاً مسلم جماعت ہے

کانگریس کا قیام حکومت برطانیہ سے وفاداری اور مسلمانوں کے ملی تشخص کو ختم کرنے کی خاطر عمل میں آیا تھا ہندوؤں نے کانگریس کو مضبوط کرنے کے لیے بہت سے مسلمانوں کو اور ان کی کئی جماعتوں کو لالچ دے کر اپنا بنا لیا ان میں مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا ابو الکلام آزاد نے کانگریس کے پلیٹ فارم پر نمایاں خدمات انجام دیں۔ محض چند مسلمان لیڈروں کے شامل ہونے سے کانگریس کو غیر فرقہ وارانہ جماعت کہنا ابو سلمان شاہ جہانپوری کا حُسنِ ظن ہے۔ کانگریس میں چند مسلمان لیڈروں کی شمولت پر کانگریس کے رہنماؤں نے جو تبصرہ کیا ہے وہ مضمون نگار کو پڑھ لینا چاہیے اس سے آنکھیں کھل جائیں گی منشی عبد الرحمٰن خان لکھتے ہیں۔

"۱۹۲۰=۲۱ میں جب چند مسلمان کانگریس میں شامل ہو گئے تو انھیں پرکاہ جتنی بھی وقعت نہ دیتے ہوئے پنڈت جواہر لال نہرو کے والد پنڈت موتی لال نہرو نے کھلم کھلا اعلان کر دیا کہ کانگریس ہندو جماعت ہے چند مسلمانوں کے اس

میں شرکت کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی مسلمانوں کو کسی گنتی میں شمار نہ کرتے ہوئے برملا کہہ دیا کہ ایک عام تحریک میں ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں کانگریسی لیڈر لالہ لجپت رائے نے حقیقت پر سے پردہ اٹھاتے ہوئے صاف کہہ دیا کہ کانگریس میں مسلمان اس لیے کرائے پر لائے گئے ہیں کہ ان کی شرکت سے ہندو کانگریس کو نیشنل کانگریس ظاہر کیا جائے اور اس کے ذریعہ ہندو راج کے قیام کی مہم جاری رکھی جائے'' (۳)

شورش کاشمیری بھی کانگریسی لیڈروں کے ''غیر فرقہ وارانہ رویئے'' کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

''کانگریس کے ہندو راہنماؤں کی اکثریت کا یہ حال تھا کہ وہ مسلمانوں کو کانگریس میں بلاتے ضرور لیکن دروازہ بند رکھتے تھے جو مسلمان اوپر سے آتا اس طرح زچ کرتے کہ آخر کار بھاگ اٹھتا۔'' (۴)

کانگریس کے معاندانہ رویئے کی وجہ سے مسلمان مایوس ہوئے اور بالآخر اپنی ایک علیحدہ تنظیم ''مسلم لیگ'' بنائی مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد میں ''مسلمانوں کا تحفظ اور اپنے حقوق کی پاسداری'' شامل تھے ۱۹۱۳ء میں قائداعظم محمد علی جناح کی شمولیت سے مسلم لیگ کو چار چاند لگ گئے ''مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ'' کے نعرے بلند ہوئے امام احمد رضا محدث بریلوی'' اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی'' نے مسلمانوں کو ہندوؤں میں مدغم ہونے سے خبردار کیا اور کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت کو ''حرام'' قرار دیا۔ ''مطالبہ پاکستان'' کے حصول کی خاطر صوفیائے کرام نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا اگر ہندوؤں کے معاندانہ رویے سے متنفر ہو کر بعض غیر مسلموں نے بھی اس وجہ سے مسلم لیگ کا ساتھ دیا کہ وہ مسلمانوں کے دامن میں آکر امن و

سکون سے رہیں گے تو اس میں کون سی قباحت ہے؟ ہم یہ نہیں کہتے کہ مسلم لیگ میں تمام لیڈر فرشتہ صفت تھے البتہ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ پھر بھی کانگریس کے لیڈروں سے مسلم لیگ کے لیڈر مسلمانوں کے لیے بہتر ہی تھے اب یہ دیکھنا ہے کہ اس وقت مسلم لیگ میں کون لوگ تھے جن کی شمولیت اور تحریک سے مسلم لیگ اسم بامسمیٰ اور جاندار سیاسی جماعت بن گئی اس سوال کا جواب تحریک پاکستان کے سرگرم راہنما **صفت** سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی'' کی زبانی سنیے

"مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے پہنچا؟ اور کن لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اس کو بنایا؟ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے گا تو وہ صرف "سنی" ہیں پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے 'مسلم لیگ سے ہمارے سنی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات (امین الحسنات) صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (سرحد) نے لکھوا لیا ہے اگر ایک دم سارے سنی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتادے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائیگا اس کا دفتر کہاں رہے گا اور اس کا جھنڈا سارے ملک میں کون اٹھائے گا؟ ان حقائق میں کیا اس دعوی کی روشنی موجود نہیں کہ پاکستان صرف سنیوں کو بنانا ہے"۔(۵)

ابو سلمان شاہ جہانپوری نے "مسلم لیگ" پر طعن و تشنیع تو خوب کی لیکن انہیں اپنی محبوب جماعت "کانگریس" میں کوئی عیب نظر نہ آیا مسلم لیگ نام ہی کی جماعت نہ تھی بلکہ کام کی جماعت بھی تھی اس کا کام "پاکستان" آج بھی زندہ و جاوید ہے کانگریس اول و آخر ہندو جماعت تھی اور ہے اس نے مسلمانوں کے مفاد کے لیے کون سا کام کیا ہے؟ مسلم لیگ اور کانگریس کو ایک ہی زاویہ نگاہ سے دیکھنا سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ بنانا ہے گویا سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کر دکھانا ہے۔

فاضل مضمون نگار" راہ ور سم منزل ہا" پر کاری ضرب لگاتے ہوئے کہتے ہیں۔

"کیا کوئی شخص اس بات کا یقین کر سکتا ہے کہ مارچ ۱۹۴۰ء میں جو قافلہ سیاست رواں ہوا تھا اس کی کوئی منزل نہ تھی اور جس سیاسی عمل کا آغاز ہوا تھا اس کے مقصد سے رہنماؤں کے ذہن نا آشنا تھے؟ یہ بات ناقابل یقین ہے کہ تحریک پاکستان کے بانیوں کے ذہن سفر کی منزل اور عمل و سعی کے مقصد سے محض نا آشنا تھے" ملخصاً (٦)

مضمون نگار نے پورے مضمون میں حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کا نام تک نہیں لیا اور قارئین کو اصل حقائق سے دور رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا حالانکہ ان کے خطبہ الٰہ آبا کو ہی پڑھ لیتے تو انہیں پتہ چل جاتا کہ اس منزل کی نشاندھی تو ۱۹۳۰ میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں الٰہ آباد کے مقام پر ترجمان حقیقت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے ان الفاظ میں کر دی تھی۔

"اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت ایک تمدنی قوت کے زندہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کریں میں ایک منظم اسلامی ریاست کا مطالبہ ہندوستان اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کر رہا ہوں اس سے ہندوستان میں توازن قوت کے باعث امن وامان پیدا ہو سکے گا"۔ (۷)

صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ (خلیفہ اعلی حضرتؒ) نے سب سے پہلے اس تجویز کی تائید و توثیق یوں فرمائی۔

"ڈاکٹر محمد اقبال کی رائے پر کہ ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے ایک حصہ ہندوؤں کے زیر اقتدار اور دوسرا مسلمانوں کے۔ ہندوؤں کو کس قدر اس پر

غیظ آیا یہ ہندو اخبارات کو دیکھنے سے ظاہر ہوگا کیا یہ کوئی ناانصافی کی بات تھی؟
اگر اس سے ایک طرف مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچتا تھا تو ہندوؤں کو بھی اس نسبت
سے نفع ملتا تھا کیا چیز تھی جو اس رائے کی مخالفت پر ہندوؤں کو برانگیختہ کرتی رہی
اور انہیں اسی میں اپنا کیا ضرر نظر آیا بجز اس کے کہ مسلمانوں کی بقا کی ایک صورت
اس میں نظر آتی تھی اور انہیں تھوڑا سا اقتدار ملا جاتا تھا اس کو تو کون جانتا ہے کہ
پردہ غیب سے کیا ظہور کرے گا اور مستقبل کیا صورتیں سامنے لائے گا۔ لیکن
ہنوز اس وقت ایسی خالی بات بھی نوک زبان پر لانے کے لیے تیار نہیں ہیں جو
مسلمانوں کو اچھی طرح معلوم ہو اس حالت میں بھی مسلمان کہلانے والی جماعت
(جمعیت العلمائے ہند) ہندوؤں کا کلمہ پڑھتی ہے اور اپنی اس پرانی فرسودہ لکیر کو پیٹا
کرے تو اس پر ہزار افسوس!

کاش اس وقت یہ حضرات خاموش ہو جائیں اور کام کرنے والوں کو کام
کرلینے دیں مسلمانوں کی طرف سے ایک مطالبہ ہو اور ایک آواز گو اس میں
اندیشہ ہے کہ بعض صاحبوں کی لیڈری اور پیشوائی کا علم بلند ہونے سے رہ جائے گا مگر
وہ اپنی اس خواہش کو کسی دوسرے موقع کے لیے اٹھا رکھیں" (۸)۔

حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے اسی خطبہ الہ آباد کی روشنی میں علمائے حق نے
قائداعظم محمد علی جناح کی حمایت کا اعلان کیا تھا بلکہ "آل انڈیا سنی کانفرنس" نے تو
یہ تاریخی فیصلہ دے دیا تھا کہ۔

"سنی کانفرس "ہرگز پاکستان" سے دست بردار نہ ہوگی اگر بالفرض مسٹر جناح
"مطالبہ پاکستان" سے دست بردار ہو بھی جائیں تو بھی "سنی کانفرنس" اس میں ان کی
موافقت نہ کرے گی اور اپنا مطالبہ پاکستان ضرور حاصل کرے گی مسلمانوں کو یہ

حق مل کر رہے گا (۸)

علامہ محمد اقبال نے قائد اعظم محمد علی جناح کے نام جو خطوط لکھے تھے ان
میں بھی تصور پاکستان کی جھلک نمایاں طور پر موجود ہے قائد اعظم ان خطوط پر
پیش لفظ" لکھتے ہوئے خود ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں۔

"میرے نزدیک یہ خطوط زبردست تاریخی اہمیت کے حامل ہیں بالخصوص
وہ خطوط جن میں مسلم ہندوستان کے سیاسی مستقبل کے بارے میں ان کے خیالات
واضح اور غیر مبہم اظہار ہے ان کے خیالات پورے طور پر میرے خیالات سے ہم
آہنگ تھے اور بالآخر میں ہندوستان کے دستوری مسائل کے مطالعہ اور تجزیہ
کے بعد انہی نتائج پر پہنچا اور کچھ عرصہ بعد یہی خیالات ہندوستان کے مسلمانوں کی
اس متحدہ خواہش کی صورت میں جلوہ گر ہوئے جس کا اظہار آل انڈیا مسلم لیگ کی
۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی منظور کردہ قرارداد لاہور ہے جو عام طور پر قرارداد پاکستان کے
نام سے موسوم ہے" (۹)

قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد ۲۴ مارچ کو قائد اعظم نے اپنے
پرائیویٹ سیکرٹری سید مطلوب الحسن سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا۔

"آج اقبال ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن اگر وہ زندہ ہوتے تو یہ جان کر
بہت خوش ہوتے کہ ہم نے بالکل ایسے ہی کیا جس کی وہ ہم سے خواہش کرتے تھے"
(۱۰)

اتنی واضح تصریحات کے باوجود بھی اگر کوئی "تاریخ ساز" ۱۹۴۰ کے قافلے
کو اپنی منزل سے ناآشنا قرار دے تو اسے کیا کہا جائے؟
مضمون نگار ابو سلمان شاہ جہانپوری "قرارداد لاہور" کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے

لکھتے ہیں

"اس پوری قرارداد کو پڑھ جایئے اس میں پاکستان یا اسلام کا نام تک نہیں ہندوستان کے فرقہ وارانہ سیاسی مسئلے کے حل میں ایک تجویز ہے اور بس یہی حال صدر اجلاس کے خطبہ صدارت کا ہے" (۱۱).

اولاً مضمون نگار کو اس پر حیران ہونے کی ہر گز ضرورت نہیں ہے اور پھر طُرفہ تماشا دیکھیے کہ قرارداد لاہور میں پاکستان کا لفظ نہ ہونے پر تو چیں بجبیں ہو رہے ہیں لیکن اپنے قائد محترم ابوالکلام آزاد کی نہیں سنتے۔

"مجھے اس کا اعتراف کرنا چاہیے کہ پاکستان کی اصطلاح ہی میری طبیعت کے خلاف ہے اس کا مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ دنیا کے کچھ حصے ناپاک ہیں جب کہ کچھ پاک ہیں پاک اور ناپاک میں علاقوں کی یہ تقسیم غیر اسلامی ہے اور راسخ العقیدہ برہمنیت سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے جو انسانوں اور ملکوں کو مقدس اور نجس میں بانٹتی ہے" (۱۲)

ثانیاً ہندو اور انگریز دونوں چالاک و ہوشیار تھے اور دونوں نے مل کر مسلمانوں کے خلاف شاطرانہ چالیں شروع کر رکھی تھیں ان کے مقابلے میں مسلمانوں کی طرف سے ان کی شاطرانہ چالوں کا مقابلہ کرنے کے لیے قائد اعظم محمد علی جناح نے بھی ہمیشہ حکمت عملی سے کام لیا اور یہاں بھی ایک خاص حکمت عملی کی وجہ سے پاکستان کا نام نہیں لیا گیا تھا۔

قائد اعظم ایک صاحب بصیرت سیاستدان تھے انہوں نے ہمیشہ موقع محل کو دیکھ کر قوم کے مفاد کو سامنے رکھ کر بات کی ہے۔

سر عبد القادر مدیر "مخزن" لاہور لکھتے ہیں۔

"دہلی میں مرکزی اسمبلی کے جلسے ہو رہے تھے سر محمد یعقوب نے جو اسمبلی کے نائب صدر تھے جناب محمد علی جناح کے اعزاز میں چند دوستوں کو دوپہر کے کھانے پر بلایا میں بھی اتفاقاً اس زمانے میں وہاں موجود تھا مجھے بھی انہوں نے یاد فرمایا وہاں اثنائے گفتگو میں جناب محمد علی جناح نے قدرے دکھی ہوئی آواز سے مجھے مخاطب کر کے فرمایا سیاسیات کی چالیں شطرنج کی چالوں سے بہت ملتی جلتی ہیں میری قوم نے ایک طرف تو یہ کام میرے سپرد کیا ہے کہ میں ان کی جانب سے بطور ایک سیاسی شاطر کے بساط شطرنج بچھاؤں اور چالیں چلوں اور دوسری طرف میری قوم اصرار کرتی ہے کہ میں ساتھ ہی بتاتا جاؤں کہ یہ چالیں کیوں چلی گئی تم ہی بتاؤ یہ کھیل اس وقت کھیلا جاسکتا ہے۔

میں نے کہا نہیں اس پر انہوں نے فرمایا قوم سے کہہ دیجیے کہ اگر انہیں اپنے شاطر پر بھروسہ ہے تو مجھے چال چلنے دیں اور مجھ سے ہر چال کا سبب نہ پوچھیں کہ کیوں؟ ورنہ کوئی اور شاطر ڈھونڈ لیں" (۱۳)

ثالثاً اگر قرارداد لاہور میں مسلمانوں کے مفاد یا اسلام کی حمایت میں پوشیدہ کوئی چیز نہ ہوتی تو پھر ہندو غیض و غضب میں کیوں جل اٹھے اور ہندو لیڈروں نے آسمان سر پر کیوں اٹھالیا تھا؟ - اصل میں یہی تو قائداعظم کی پالیسی تھی اور باریک بینی اور ان کی سیاسی بصیرت کا اعلیٰ نمونہ کہ مخالفین بھی بول اٹھے کہ مسلمان تو ایک الگ ملک بنا رہے ہیں اور جب ہندو لیڈر مطالبہ پاکستان دبے لفظوں تسلیم کرنے لگے پاکستان کی راہ ہموار ہونے لگی تو قائداعظم نے اپنے موقف کو مضبوط کرتے ہوئے صاف فرمادیا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ پاکستان کا لفظ ہم پر ہندو پریس نے تھوپا ہے اور یہ انہیں کا پیدا کردہ ہے یہ اس لیے فرمایا تاکہ ہندوؤں کو بھی

"مطالبہ پاکستان" تسلیم کرنے میں انکار کی کوئی گنجائش نہ رہ جائے اور پھر بالآخر ہندوؤں کو "مطالبہ پاکستان" بادل نخواستہ تسلیم کرنا ہی پڑا۔

ابو سلمان شاہ جہانپوری کی مزید سنیئے۔

"کبھی کسی نے سوچا کہ پاکستان کا نام لینے میں اتنی احتیاط کیوں برتی جاتی تھی؟ شاید اس لیے کہ "پاکستان" کے لفظ سے "اسلامک اسٹیٹ" کی آئیڈیالوجی کا ایک بلند تصور وابستہ تھا جبکہ مسلم لیگ کے راہنمایانِ کرام کے ذہن میں ایسا کوئی تصور نہ تھا" (۱۴) ہاں اس پر ہم سوچتے ہیں لیکن مضمون نگار نے کبھی یہ نہ سوچا کہ ان کے ابوالکلام آزاد نے پاکستان کا نام لینے میں احتیاط تو درکنار "پاکستان" کی اصطلاح ہی کے خلاف آخر کیوں تھے؟ کبھی کسی نے سوچا کہ "نیشلسٹ علماء" "پاکستان" کے مخالف کیوں تھے؟ غالباً مضمون نگار نے یہ کبھی نہ سوچا ہو گا؟

قرارداد لاہور (یعنی قرارداد پاکستان) کے موقع پر اگر حکمت عملی کی وجہ سے "پاکستان" کا نام نہیں لیا گیا تو اس میں کون سی قباحت ہے؟ مسلمانوں نے قائداعظم کی قیادت میں بالآخر "پاکستان" حاصل کر لیا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اب یہ کہا جائے کہ قرارداد کے بعد بھی "پاکستان" کا نام لینے میں احتیاط برتی گئی تھی تو یہ مضمون نگار کا سفید جھوٹ ہے مقام حیرت ہے کہ قائداعظم کے خطبات بھی اس پر شاہد عادل ہیں کہ انہوں نے پاکستان کا نام لینے میں کتنی احتیاط برتی تھی؟ موقع کی مناسبت سے یہاں قائداعظم کے چند خطبات کے اقتباسات دیئے جاتے ہیں۔

۲ نومبر ۱۹۴۰ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"جہاں تک مسلم ہندوستان کا تعلق ہے ہم نے خود ہی ایک منشور ترتیب

دے لیا ہے اور وہ "پاکستان" ہے اپنے اس منشور کے بارے میں یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے ہمارے مخالفین اپنے دل و دماغ سے یہ خیال نکال دیں کہ یہ کوئی بازاری لین دین ہے یا کوئی چلتا ہوا فقرہ ہے"

۱۴ اپریل ۱۹۴۲ء کو الٰہ آباد میں مسلم لیگ کے اجلاس میں قائداعظم نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا۔

"اس اعلان کے سبب ہمیں سخت تشویش ہو رہی ہے اور شدید خطرات کا خدشہ تکلیف دے رہا ہے بالخصوص تجویز پاکستان کے متعلق جو مسلمانوں کے لیے حیات و ممات کا مسئلہ ہے اس لیے ہم انتہائی کوشش کریں گے کہ پاکستان کا اصول صاف صاف الفاظ میں اور قطعی طور پر تسلیم کیا جائے۔"

۱۴ جولائی ۱۹۴۵ء کو تجاویز ویول کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا

" ہر ذی فہم شخص یہ جانتا ہے کہ اگر ہم نے اس انتظام کو قبول کر لیا ہوتا تو "مسئلہ پاکستان" نذر طاق ہو جاتا اور بلا تعین مدت ایک سرد خانے میں دھرا رہتا پھر کانگریس کی تمنائیں پوری ہوتیں اور اس کو ہندوؤں کی قومی آزادی کے لیے ایک صاف اور سیدھا راستہ مل جاتا۔"

۶ اگست ۱۹۴۵ء کو حکومت ہند سے انتخابات کا مطالبہ کرتے ہوئے فرمایا

" اگر ہندوؤں اور مسلمانوں کو خود مختاری ملتی ہے تو اس کا واحد اور منصفانہ حل ہندوستان اور "پاکستان" کا دستور ہے انتخاب میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے بے شمار غریب مسلمان بھی اس میں بڑے جوش سے حصہ لے رہے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "پاکستان" سے انہیں کس قدر گہری وابستگی ہے" ملخصاً

اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان کے اجلاس کوئٹہ میں

ارشاد فرمایا۔

"ان انتخابات سے بہت سی گتھیاں وابستہ ہیں جو ان کے نتائج کے بعد حل ہو جائیں گی ان انتخابات ہی سے ہمیں بتانا ہو گا کہ مسلمان "پاکستان" چاہتے ہیں یا کانگریس کے اکھنڈ ہندوستان کے حامی ہیں۔

۲۱ دسمبر ۱۹۴۵ء کو نیشلسٹ مسلمانوں سے اپیل کرتے ہوئے فرمایا۔

"مسلمان ثابت کر چکے ہیں کہ وہ "پاکستان" اور صرف "پاکستان" ہی چاہتے ہیں مسلمانوں کا یہ آخری فیصلہ ہے مسلمان دنیا پر یہ حقیقت واضح کر چکے ہیں کہ اسلامی ہند بیدار ہو چکا ہے"

مزید فرمایا۔

"مسلم لیگ صرف مسلمانوں کے طبقہ امراء پر مشتمل نہیں ہے بلکہ مسلم لیگ کی پشت پناہی عوام الناس کر رہے ہیں مسلم لیگ مسلمانوں کی قومی بیداری کو وہ طوفانی لہر ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی ہم "پاکستان" کی طرف قدم بڑھاتے چلے جائیں گے۔"

۷ اپریل ۱۹۴۶ء کو مسلم کنونشن کے خطبہ صدارت میں دو ٹوک الفاظ میں فرمایا۔

"مجھے اس امر میں مطلق کوئی شبہ نہیں ہے کہ اس مسئلہ میں ہماری ایک اور صرف ایک ہی رائے ہے اور وہ یہ کہ ہم "پاکستان" چاہتے ہیں اور اس کے حصول کی جنگ میں ہمارے قدم نہ ڈگمگائیں گے اور ہم پیش قدمی کرنے میں پس و پیش نہ کریں گے اور اگر ضرورت پڑی تو ہم پاکستان کے لیے جانیں دے دیں گے ہم "پاکستان" حاصل کر کے رہیں گے یا فنا ہو جائیں گے۔"

۱۷ اپریل ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے مرکزی اسمبلی اور تمام صوبائی مجالس آئین ساز کے مسلم ممبروں کا ایک کنونشن دہلی میں طلب کیا اور ایک مرتبہ پھر مطالبہ پاکستان کا اعادہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ سب نے ایک "حلف نامے" پر دستخط بھی کیے قائداعظم نے خود بھی اس حلف نامے پر دستخط کیے اس لحاظ سے یہ حلف نامہ تاریخی حیثیت رکھتا ہے اس حلف نامے کا ایک اہم اقتباس ملاحظہ ہو۔

"میں بہ صمیم قلب اقرار کرتا ہوں کہ اس مقصد عزیز یعنی "پاکستان" کو حاصل کرنے کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے جو تحریک بھی روبہ عمل لائی جائے گی اور اس سلسلہ میں ہدایات واحکام جاری کیے جائیں گے میں بلاپس وپیش کمال رضامندی کے ساتھ ان کی پوری پوری تعمیل کروں گا اور اس امر کا یقین کامل رکھتے ہوئے کہ میرا مقصد ومدعا حق وانصاف پر مبنی ہے میں عہد کرتا ہوں کہ اس راہ میں جو خطرات اور آزمائش پیش آئیں گی اور قربانیوں کا مطالبہ ہوگا انہیں برداشت کروں گا"۔

۵ جون ۱۹۴۶ کو مسلم لیگ کونسل کے اجلاس منعقدہ نئی دہلی کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں جانتا ہوں کہ مسلمانوں نے مصائب برداشت کیے ہیں اور انہیں اب بھی زبردست مصیبتوں کا سامنا ہے انہیں آلام ومصائب کا سامنا ہے ان آلام ومصائب کا خاتمہ صرف "قیام پاکستان" کے ذریعہ ہی ممکن ہے"۔

۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء کو میمن چیمبر آف کامرس بمبئی کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں "پاکستان" کے لیے لڑ رہا ہوں کیونکہ ہمارے مسائل کا یہی ایک عملی

حل ہے متحدہ ہندوستان کا تصور اور پارلیمانی خطوط پر طرز حکومت ایک لایعنی خواب ہے اور ایک غیر ممکن شے ہے ہندوستان نہ تو ایک ملک ہے اور نہ ہی ایک قوم اس میں بیسیوں قومیں ہیں" (۱۵)

مسلم لیگ اور قائداعظم سے "پاکستان" کی بار بار یقین دہانی سن کر علمائے حق نے نہ صرف قائداعظم کے "مطالبہ پاکستان" کی بھرپور تائید کی بلکہ "پاکستان" کو اپنا وظیفہ قرار دیا تھا۔

"آل انڈیا سنی کانفرنس" منعقدہ اجمیر شریف بتاریخ ۷ جون ۱۹۴۶ء کے موقع پر ممتاز رہنما امام المتکلمین سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی" نے فرمایا۔

"حضرات میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سنیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر "آل انڈیا سنی کانفرنس" ہی کرے گی اس میں سے کوئی بات بھی مبالغہ ہے نہ شاعری اور نہ "سنی کانفرنس" سے غلو کی بناء پر ہے پاکستان کا نام بار بار لینا جس قدر ناپاکوں کی چڑ ہے اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے اور اپنا اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے پورا نہیں کرتا اب رہا پاکستان کار سنیان است" (۱۶)

اتنی واضح تصریحات کے باوجود بھی یہ کہنا کہ پاکستان کا نام لینے میں احتیاط برتی گئی تھی یقیناً حد درجہ معنی خیز ہے۔

ابو سلمان شاہ جہانپوری پاکستانی پرچم کو اپنی طنز کا نشانہ بناتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں جو پرچم پیش کیا تھا اور اس پر لیاقت علی خان نے جو تقریر کی اس سے معلوم ہوا کہ اس پرچم کا تعلق اسلام سے نہیں یہ پرچم آزاد اور مساوات کا پرچم ہے" (ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک اگست

۱۹۹۷ء ص ۵۲)

یہ ابو سلمان شاہ جہانپوری کی کانگرسی ذہنیت کی عکاسی ہے ورنہ وہ پاکستانی پرچم کو اسلام سے لاتعلق ہرگز نہ کہتے یہاں ایک واقعہ لکھا جاتا ہے جس سے اصل حقیقت مترشح ہو جائے گی۔

میاں عبدالرشید اپنے شہرہ آفاق کالم نور بصیرت میں لکھتے ہیں۔

"قیام پاکستان سے ذرا پہلے ماونٹ بیٹن نے دونوں مملکتوں کے جھنڈوں کے ڈیزائن تیار کیے پاکستان کے پرچم پر ہلال و ستارہ تھے اور اوپر دائیں کونے میں چھوٹا سا یونین جیک قائداعظم نے دیکھا تو فرمایا کوئی مسلمان اپنے پرچم پر ہلال کے ساتھ صلیب برداشت نہیں کر سکتا ماونٹ بیٹن حیرت زدہ رہ گیا۔" (۱۸)

ابو سلمان شاہ جہان پوری نے اپنے موقف کو مضبوط کرنے کے لیے مقالے میں دو تین جگہ پاکستان کی پہلی کابینہ کا حوالہ بھی دیا ہے کہ قیام پاکستان کے فوراً بعد ایک ہندو اور ایک قادیانی کو فلاں فلاں منصب پر کیوں فائز کیا گیا'؟

معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نگار نے قائداعظم کو "سیکولر" ثابت کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے اسی لیے دیدہ دانستہ اصل حقائق کو نظر انداز کیا ہے تاکہ عام قاری ان کی "تاریخ سازی" سے متاثر ہو کر قائداعظم سے متنفر ہو جائے اور نظریہ پاکستان کا دشمن بن جائے۔

"پاکستان کی پہلی کابینہ" اور "پاکستان کیوں ٹوٹا" کے حوالوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ عظیم قائد محمد علی جناح نے بادل نخواستہ قادیانی کو وزیر خارجہ، جو گندرناتھ منڈل کو وزیر قانون اور پاکستان کی افواج کا کمانڈر انچیف ایک انگریز (ڈگلس گریسی) کو بنایا تھا۔۔۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ظفر اللہ قادیانی کی باونڈری کمیشن میں

پاکستانی مؤقف کی وکالت سے دلبرداشتہ ہو کر قائداعظم انہیں کسی طرح بھی وزیر نہیں بنارہے تھے مگر انگریز وائسرائے نے اس کی تقرری پر بہت اصرار کیا یہاں تک دھمکی دی کہ اگر ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر نہ بنایا گیا تو اختیارات کی منتقلی کا اعلان نہیں کیا جائے گا" (ملخصاً) (۱۹) (۲۰)

قائداعظم بعد میں بھی قادیانی وزیر خارجہ کی کارکردگی سے مطمئن نہیں تھے ۱۹۴۸ میں راجہ صاحب محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر بھی آپ نے اپنے خدشات کا برملا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

"قادیانی وزیر خارجہ کی وفاداریاں مشکوک ہیں میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لیے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔" (۲۱)

ان روشن حقائق کے باوجود محض پہلی کابینہ کے حوالے سے قائداعظم کو موردالزام ٹھہرانا کہاں کی دیانتداری اور راست بازی ہے؟

مضمون نگار اپنے موقف کو سہارا دیتے ہوئے بغیر حوالہ لکھتے ہیں۔

"۱۹۴۴ء کے اجلاس لاہور میں مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم نے قادیانیوں کو ان کے اسلام سے خارج ہونے اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے اس سے اتفاق کی بنا پر مسلم لیگ سے نکالنے کا نوٹس دیا سبجیکٹ کمیٹی کے ایجنڈے میں ان کی قرارداد کو درج کرایا گیا لیکن قائداعظم نے اسے پیش کرنے کی اجازت نہ دی اس پر مولانا ظفر علی خان مرحوم نے زمیندار میں کئی اداریے لکھے واویلا کیا لیکن ان کے احتجاج کو پرکاہ کی حیثیت بھی نہ دی گئی" (۲۲)

اولاً" مضمون نگار خود ہی مضمون کے شروع میں لکھ چکا ہے کہ مسلم لیگ

کے کریڈ سے اتفاق رکھنے والی اسماعیلی - آغاخانی ذکری اور قادیانی بھی اس میں شامل تھے جن کے بارے میں مسلمان مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ وہ خواہ کچھ ہوں مسلمان نہیں " اب اس کے باوجود مضمون کے درمیان میں پھر اس موضوع کو چھیڑنا کہ قادیانیوں کو مسلم لیگ سے نکالنے کا نوٹس دیا گیا تھا اور اس پر عمل نہ ہوا چہ معنی دارد!

ثانیاً مولانا ظفر علی خان مرحوم نے جو اداریئے لکھے بطور نمونہ ایک حوالہ بھی نہیں دیا گیا البتہ قائداعظم محمد علی جناح کی حمایت میں مولانا ظفر علی خان کے کلام میں نظمیں ملتی ہیں مثلاً "محمد علی جینا کا فلسفہ" اور "قائداعظم سے خطاب" وغیرہ ان دو نظموں سے چند اشعار بھی ملاحظہ کریں

مسلمان پہلے دن سے ہیں بتوں کے توڑنے والے
سنادو یہ پرانا قصہ گاندھی جی کے چیلوں کو
ہبل ہو لات ہو شیو جی ہو سب مرکر ہوئے مٹی
پچھتا دیکھتی آئی ہے دنیا ان کے میلوں کو

(۲۳)

ملت کا تقاضا ہے کہ اے قائداعظم
اسلامیوں کی شان میں کچھ چاند لگا اور
ہے مست عناں قافلہ اور دور ہے منزل
اس قافلہ کی گرمی رفتار بڑھا اور
گاندھی کے جھکانے کی جو ہے تجھ کو تمنا
اللہ کی دہلیز پہ گردن کو جھکا اور

مولانا ظفر علی خان نے کانگریسی علماء کی بھی خوب خبر لی ہے مضمون نگار کے محبوب رہنما ابو الکلام آزاد کا بھی خوب تعاقب کیا ہے آزاد صاحب نے حلقہ بجنور کے مسلمانوں کے نام جب کانگریسی امیدوار کی حمایت میں ایک اشتہار شائع کیا کہ "مسلم لیگ والے سب کے سب ارباب غرض اور رجعت پسند ہیں لہذا ووٹ کانگریسی امیدوار کو ملنے چاہئیں" - اس پر مولانا ظفر علی خان نے مولانا ابو الکلام آزاد اور آل انڈیا مسلم لیگ" کے عنوان سے ایک نظم لکھی اس کے چند اشعار پڑھیے اور یاد تازہ کریں

ابو الکلام آزاد سے یہ پوچھتے ہیں دل جلے
آج کل تم پیشوائے امت مرحوم ہو
کیا خطا کوئی بھی سرزد تم سے ہو سکتی نہیں
تم بھی کیا پاپائے روما کی طرح معصوم ہو
نہرو گاندھی کے دل کا حال تم جانو اگر
پھر ذرا تم کو بھی قدر عافیت معلوم ہو
کٹ کے اپنوں سے ملے ہو جا کے تم اغیار سے
پھر یہ کہتے ہو کہ ہم ظالم ہیں تم مظلوم ہو
ہم مسلماں ہیں جو ہیں اوج سعادت کے ہما
آئیں اس کے سایہ میں ہم کس طرح جو بوم ہو
تم یہ کہتے ہو کہ مسلم لیگ ہے رجعت پسند
تم کہاں کے ہٹلر وقت اے مرے مخدوم ہو

کیا تماشا ہے کہ نہرو ہو ہمارا ترجماں
اور غلامی کفر کی اسلام کا مقسوم ہو
کیا تماشا ہے کہ ہم گاندھی کے آگے سر جھکائیں
کیا قیامت ہے کہ جو حاکم ہے وہ محکوم ہو
اے خدا راہ ہدایت اس مسلمان کو دکھا
غیرت اسلام کی دولت سے جو محروم ہو
وقت آپہنچا کہ "یا گاندھی" پکارے کانگریس
نعرہ مسلم لیگ کا "یاحی یاقیوم" ہو

(۲۵)

ثالثاً مضمون نگار یہ ثابت نہ کر سکے کہ قائداعظم کسی غیر مسلم کو مسلمان سمجھتے تھے؟ محض قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ دینے سے بھی یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ قائداعظم مرزائیوں کو مسلمان ہی سمجھتے تھے البتہ ابوالکلام آزاد نے مرزا کا جنازہ بھی پڑھا تھا(۲۶)

اب یہ بات ہماری فہم و فراست سے بالاتر ہے کہ آزاد کے حواری اس پر کیوں خاموش ہیں؟

مضمون نگار نے مضمون میں جگہ جگہ اقلیتوں کے بارے میں قائداعظم کے ارشادات نقل کر کے یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ وہ تو صرف ایک سیکولر ملک بنانا چاہتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ سارا مضمون لکھتے وقت ابو سلمان شاہ جہان پوری نے تعصب کی عینک بالکل نہیں اتاری- اقلیتوں. کے بارے میں

قائداعظم کے ارشادات پیش کر کے سیکولر ثابت کرنا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا دینے والی بات ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ اقلیتوں کے بارے میں ہمارے پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اسوہ حسنہ کیا ہے؟ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے حضرت ابو سفیانؓ کے گھر کو بھی "دار الامان" قرار دیا تھا اسی طرح اقلیتوں سے خلفائے راشدین کی زندہ مثالیں موجود ہیں برصغیر میں بھی اقلیتوں سے مسلم سلاطین میں مسلمان بادشاہوں نے جو سلوک و برتاؤ کیا ہے وہ بھی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے اقلیتوں کے بارے میں قائداعظم کے خیالات عین اسلامی تعلیمات پر مبنی ہیں ان سے قائداعظم کی عظمت اور اسلامی تعلیمات سے آگاہی بھی عیاں ہو جاتی ہے مثلاً اپریل ۱۹۴۱ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس مدراس میں خطبہ صدارت میں قائداعظم نے فرمایا۔

" مجھے یقین ہے کہ جب وقت آئے گا تو ہمارے وطن کے منطقوں میں آباد قلیتیں دیکھیں گی کہ ہمارے مسلمان حاکم نہ صرف منصف ہیں بلکہ فیاض بھی اور کیوں نہ ہو اسلام کی روایات ہی ایسی ہیں اسلام یہی سکھاتا ہے اور اس نے اپنے پیرووں کو ایسی ہی وراثت دی ہے" (۲۷)

۲ نومبر ۱۹۴۱ء کو انجمن اتحاد طلباء جامعہ اسلامیہ علی گڑھ کے اجلاس میں فرمایا۔

" مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ چھوت چھات صرف انہیں کے مذہب اور انہیں کے فلسفہ میں جائز ہے ہمارے ہاں ایسی کوئی بات نہیں اسلام انصاف، مساوات، معقولیت اور رواداری کا حامل ہے بلکہ جو غیر مسلم ہماری حفاظت میں

آجائیں ان کے ساتھ فیاضی کو بھی روا رکھتا ہے یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں اور اس ریاست میں وہ شہریوں کی طرح رہیں گے" (۲۸)

قیام پاکستان کے بعد تا حال اقلیتوں کو تحفظ حاصل ہے وہ امن سکون سے اس مملکت خداداد میں رہ رہے ہیں۔

اس کے برعکس کانگریسی لیڈروں نے اقلیتوں کے بارے میں جو رویہ اختیار کیا تھا وہ بھی دیکھیے حقائق خود بخود سامنے آجائیں گے۔

شورش کاشمیری لکھتے ہیں۔

"ایک ہندو لیڈر گووند سہائے کہتا ہے کہ ہندوستان کے مٹ جانے سے یہ مسئلہ از خود ختم ہو جائے گا جن مسلمانوں کے مفادات پاکستان میں ہیں وہ پاکستان چلے جائیں گے جو رہ جائیں گے انہیں ہندوؤں میں واپس آنا ہوگا آخر ان میں نوے فیصد ہندوؤں کی ہی اولاد ہیں" ملخصاً (۲۹)

اسی طرح دیگر ہندو لیڈروں کے عزائم ہیں۔ آج تک ہندوستان میں اقلیتیں بالخصوص مسلمان محفوظ نہیں ہیں۔ ان کی عبادت گاہیں محفوظ نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ ایک تازہ واقعہ دیکھیے۔

"بھارت کی شمالی ریاست اتر پردیش کی حکومت نے ایک قانون نافذ کیا ہے جس کی رو سے سرکاری سکولوں میں پڑھنے والے ۳۵ لاکھ طلباء کو صرف اس وقت حاضر سمجھا جائے گا جب وہ "بندے ماترم" کا ترانہ گائیں گے اس قانون پر مسلمان طلباء کو بھی عملدرآمد کرنا پڑے گا اور "بندے ماترم" گائے بغیر ان کی حاضری نہیں لگے گی" (۳۰)

ابو سلمان شاہجہانپوری کو چاہیے کہ وہ جس ملک سے ہمدردی رکھتے ہیں وہ ایک دیس چلے

جائیں-جائے حیرت ہے کہ ہندوستان میں اقلیتوں پر مظالم ہوتے دیکھ کر بھی انہیں عبرت حاصل نہیں ہوئی - یہی وہ حالات تھے جن کی بناء پر اقلیتیں ہندوؤں کے معاندانہ رویہ سے خائف تھیں اور قائداعظم نے اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرنے کی ضمانت دی تھی اب اقلیتوں کے بارے میں قائداعظم کے ارشادات کو غلط رنگ دینا اور ابوالکلام" آزاد جیسے کانگریسی کو"معصوم" ثابت کرنا ابو سلمان شاہ جہانپوری ہی کا شیوہ ہے-

انگریز کے ہندوستان سے جانے کے بعد ہندوؤں کے عزائم کیا تھے؟

وہ ہندوستان میں کون سا راج قائم کرنا چاہتے تھے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کے جذبات کیا تھے؟ ہندو کانگریس لیڈروں کے بیانات اور ہندو اخبارات کے اداریوں سے اظہر من الشمس ہیں-

ہندوؤں کے تعصب تنگ نظری اور مسلمانوں سے بغض و عناد کے اظہار کے بعد مسلمانوں نے قائداعظم کی قیادت میں اپنے الگ وطن کا آغاز کیا ایک عظیم الشان اور انقلاب آفریں جدوجہد کے بعد مسلمانوں نے پاکستان کی جنگ جیت لی ہندوؤں نے مسلمانوں کو کانگریس کے وطینت اور قومیت کے پرفریب نعروں میں پھانسنے کے لیے اپنی کوششیں کیں مولانا حسین احمد مدنی، مولانا ابوالکلام آزاد اور مفتی کفایت اللہ دہلوی سیکولر جمہوریت اور وطیت کے دام فریب میں مبتلا ہوگئے اور وہ دوسرے مسلمانوں کو بھی کانگریس کے فریب میں پھانسنے کی سعی کرتے رہے ابوالکلام آزاد آل انڈیا کانگریس کے صدر اور مولانا حسین احمد مدنی صوبہ یوپی کانگریس کے صدر تھے ان کی تمام خدمات گاندھی اور نہرو کے لادینی نظام کے قیام کے لیے وقف تھیں-

ابوالکلام آزاد اندر باہر سے کٹر کانگریسی تھے انہوں نے اپنی کتاب " آزادی ہند کا انتساب بھی نہرو کے نام ان الفاظ میں کیا ہے

"دوست اور ساتھی جواہر لال نہرو کے لیے" (۳۱)

مولانا ابوالکلام آزاد گاندھی کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہتے ہیں۔

" مسٹر گاندھی نے جنگ آزادی میں اپنی جان اور مال دونوں کو لٹادیا پس وہ فی الحقیقت "مجاہد فی سبیل اللہ" اور بانفسہ وباموالھم کے ہر دو مراحل جہاد مقدس سے گزر چکے ہیں یہ مسٹر گاندھی حق وعدالت کا عجیب سپہ سالار ہے" (۳۲)

"تحریک ترک موالات" کے زمانے میں ۱۹۲۱ میں مولانا آزاد نے ناگپور "خلافت کانفرنس" میں جمعہ کے خطبہ میں مسٹر گاندھی کی تعریف و توصیف فرمائی اور ان کے لیے وہ "مقدس ذات" اور "ستودہ صفات" القاب استعمال کیے۔" (۳۳)

اس کے برعکس مسلمانوں کے عظیم رہنما قائداعظم محمد علی جناح کے نام جب گاندھی نے ایک خط لکھا اور اس میں آپ کو "قائداعظم" لکھ کر مخاطب کیا اور یہ خط اخبارات میں شائع ہوا تو ابوالکلام آزاد اس پر سیخ پا ہو گئے اور اپنی انانیت و خفگی کا خوب اظہار کیا (۳۴)

ابوالکلام آزاد نے کانگرس کے صدر کی حیثیت سے قائداعظم کو باہمی مذاکرات کے لیے خط لکھا تو آپ نے بڑی حقارت سے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ کانگریس ایک ہندو جماعت ہے اور تم کانگریس کے "شوبوائے" ہو تم میں اگر عزت نفس ہے تو فوراً مستعفی ہو جاؤ" قائداعظم کے اس جواب سے کانگرسی اخبارات اور کانگریسی مسلمان بہت برافروختہ ہوئے اور کانگریس کے صدر کی تائید میں مسلمانان ہند کے مسلمہ رہنما قائداعظم محمد علی جناح کا نام لے کر وہ تمام گالیاں صرف

کیس جو انہیں اپنی قاموس میں مل سکیں۔(۳۵)

پیر طریقت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی اپنی یادوں کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"ایک مرتبہ وہ (قائداعظم) سینٹرل اسمبلی میں تقریر کر رہے تھے وہ ہمیشہ ایک آنکھ میں چشمہ لگاتے تھے اتفاق سے ان کا یہ ایک آنکھ والا چشمہ گر گیا لوگوں نے سوچا کہ اب تو انہیں جھک کر یہ چشمہ اٹھانا پڑیگا لیکن لوگوں کی حیرت کی انتہا ہو گئی جب انہوں نے اپنی جیب سے دوسرا ایسا ہی چشمہ نکال کر اپنی آنکھ پر لگایا اور تقریر جاری رکھی قائداعظم کہتے تھے کہ "جب میں لارڈ ماونٹ بیٹن سے ملنے جاتا ہوں تو دس کروڑ مسلمانان بر صغیر کا نمائندہ بن کر سینہ تان کر جاتا ہوں لیکن جب گاندھی کی بغل میں ابوالکلام آزاد کو دیکھتا ہوں تو میری نگاہیں شرم سے جھک جاتی ہیں"
(۳۶)

افسوس وہ لوگ جو آخر تک گاندھی کے چرنوں میں بیٹھے رہے اور اسلام کے بنیادی اصولوں سے انحراف کر کے سیکولر تصور کو مسلمانان بر صغیر پر تھوپتے رہے بقول اکبر مرحوم

یہ کانگریسی ملا تم کو بتاؤں کیا ہیں
گاندھی کی پالیسی کے عربی میں ترجمہ ہیں

اسی طرح کسی نے آزاد کی تصویر یوں کھینچی ہے۔

جو تھا "امام الہند" کبھی آج "امام الہندو" ہے
کل تھا اک آزاد مسلمان آج "غلام الہندو" ہے

یہ کتنا المیہ ہے کہ جو قائداعظم عینک کا شیشہ گرنے پر بھی دشمنوں کے سامنے نہ جھکا جس نے دو قومی نظریہ پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا جو ہندوؤں اور انگریزوں دونوں کو مسلمانوں کا دشمن قرار دے اسے تو تنقید کا نشانہ بنایا جائے سیکولر کہا جائے اسلام سے بیگانہ قرار دیا جائے حالانکہ حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے یہ الزامات محض ذاتی پرخاش کی بناء پر لگائے جاتے ہیں لیکن جو ہندوؤں کے محب تھے صرف ایک قومی نظریہ کے حامی تھے آج ان کو "ہیرو" کے طور پر پیش کیا جاتا ہے فراخ دلی سے کیوں نہیں کہتے کہ ہمارے کانگریسی مسلمان لیڈر قائداعظم سے شکست فاش کھا چکے ہیں اور ان کے عزائم خاک میں مل چکے ہیں۔

مضمون نگار ابو سلمان شاہ جہانپوری نے اپنے سارے مضمون میں منفی پہلو اختیار کیا ہے پورے مضمون میں تقریباً ۱۹ دفعہ قائداعظم کے لیے "سیکولر" کا لفظ لکھ کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ وہ محض ایک "سیکولر اسٹیٹ" بنانا چاہتے تھے ایک جگہ دوٹوک الفاظ میں یوں گوہر افشانی کرتے ہیں۔

"اگر قائداعظم کے افکار وافادات کو فیصلے کی بنیاد بنایا جائے تو اس میں اسلام کے سوا سب کچھ مل جائے گا۔"

حضرات! میں اس مقالے میں بہ دلائل ثابت کر چکا ہوں کہ قائداعظم کے افکار میں پاکستان کی اسلامی نظریئے کی بنیاد تلاش کرنا محض کار عبث ہے" (۳۷)

جی ہاں! ابو سلمان شاہ جہانپوری جیسے "کور چشم محققین" کے لیے بے حد مشکل ہے

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

صرف اقلیتوں کے بارے میں قائداعظم کے اکے دکے الفاظ کو پکڑ کر ان کے تمام بیانات کو نظر انداز کر دینا جن میں انہوں نے واضح طور پر پاکستان کو اسلامک اسٹیٹ بنانے کے بارے میں فرمایا تھا صریح بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا ان لاکھوں علماء و مشائخ کی تحقیر و توہین نہیں ہے جنہوں نے نظریہ پاکستان کے لیے بانی پاکستان کا دل و جان سے ساتھ دیا تھا؟

حیرت ہے کہ مضمون نگار نے کہیں بھی قائداعظم کی تقریر کا حوالہ تک نہیں دیا بلکہ ان کے تاریخی خطبات کو "شجر ممنوعہ" سمجھ کر ہاتھ تک لگانا گوارا نہیں کیا اس سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ
ترے دل میں کس سے غبار ہے

اب تعصب کی عینک اتاریئے اور قائداعظم کے افکار میں پاکستان کی اسلامی نظریے کی بنیاد تلاش کیجئے۔

انگلستان سے واپسی پر مولانا ظفر علی خان اور سردار عبدالرب نشتر کی موجودگی میں قائداعظم نے بیان دیتے ہوئے فرمایا۔

"میں لندن میں امیرانہ زندگی بسر کر رہا تھا اب میں اسے چھوڑ کر انڈیا اس لیے آیا ہوں کہ یہاں لاالہ الااللہ کی مملکت یعنی پاکستان کے قیام کے لیے کوشش کروں اگر لاالہ الااللہ پر مبنی حکومت قائم ہو جائے تو افغانستان، ایران، ترکی، اردن، بحرین، کویت، حجاز، عراق، فلسطین، شام، تیونس، مراکش، الجزائر اور مصر کے

ساتھ مل کر یہ کتنا عظیم الشان بلاک بن سکتا ہے"(۳۸)

قائداعظم نے عید الفطر نومبر ۱۹۳۹ء کے موقع پر بمبئی میں فرمایا۔

"مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں۔ قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی"۔(۳۹)

۱۹۴۰ میں قرارداد پاکستان کے موقع پر سرحد سے جو اٹھارہ رکنی وفد مسلم لیگ کے اس تاریخی اجلاس میں شریک ہوا اس کے ایک رکن خان بخت جمال خان بھی تھے جو بعد کو ۱۹۴۱ سے ۱۹۴۵ء تک سرحد مسلم لیگ کے صدر بھی رہے۔

بخت جمال خان مسلم لیگ کے بہت مخلص اور پرجوش کارکن تھے قرارداد پاکستان کی انہوں نے بھی پرزور تائید کی اس تاریخی اجلاس کے بعد جب انہیں قائداعظم سے چند باتیں کرنے کا موقع ملا تو یہ مکالمہ ہوا۔

"بخت جمال خان۔ کیا مسلمانوں کی الگ مملکت بن جانے کی صورت میں یہاں قرآنی نظام نافذ ہو گا؟

قائداعظم۔اس میں کیا شک ہے۔؟

بخت جمال۔یہ آپ کا وعدہ ہے۔

قائداعظم۔ہاں بالکل ہے

خان بخت خان۔(اپنا ہاتھ قائداعظم کے ہاتھ میں دیتے ہوئے)

یہ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہے۔میں اسلامی مملکت کے قیام کی خاطر ہر قسم کی قربانی دوں گا"۔(۴۰)

اگست ۱۹۴۱ء میں قائداعظم جب حیدر آباد تشریف لے گئے تو ان سے

"اسلامی حکومت" کی وضاحت چاہی گئی تو آپ نے نوجوان طلباء کو بتایا کہ۔

"اسلامی حکومت کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفا کشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کے لیے تعمیل کا مرکز قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں اسلام میں اصلأنہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ کسی پارلیمانی، کی نہ کسی اور شخص یا ادارہ کی قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی و پابندی کے حدود متعین کرتے ہیں اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے۔" (۴۱)

اسی طرح طلباء کے سوال "مذہب اور مذہبی حکومت کے لوازم کیا ہیں"؟ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

"میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی سیاسی ہو یا معاشی غرض کہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔

قرآن کریم کی اصولی ہدایات اور طریق کار نہ صرف مسلمانوں کے لیے بہترین ہے بلکہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے لیے حسن سلوک اور آئینی حقوق کا جو حصہ ہے اس سے بہتر تصور ناممکن ہے ملخصاً (۴۲)

۱۹۴۲ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس کراچی میں منعقد ہوا۔ اس سالانہ اجلاس میں پیش ہونے کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ممبران کی ایک میٹنگ نواب محمد اسماعیل خان کی زیر صدارت اس امر کا فیصلہ کرنے کے لیے منعقد ہوئی کہ۔

"پاکستان میں کس قسم کا آئین ہو گا؟"

اس ضمن میں پہلی تجویز کا متن یہ تھا۔

"پاکستان میں جو حکومت بنے گی وہ خلافت راشدہ کے طرز کی ہو گی"

دوسری تجویز کے الفاظ یہ تھے۔

"پاکستان کا آئین قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائے گا"

تیسری اور چوتھی تجویز کا بھی خفیف سا لفظی تغیر کے ساتھ یہی مطلب تھا بالآخر یہ واضح اور جامع تجویز مرتب ہوئی۔

"پاکستان میں جو آئین ہو گا وہ قرآن و سنت کے مطابق ہو گا اور رائج الوقت قوانین میں جلد سے جلد شریعت کے مطابق تبدیلی کی جائے گی۔"

چنانچہ جب یہ تجویز اجلاس عام میں پیش ہوئی تو قائداعظم نے ہر شخص کو اس پر کھل کر بولنے کی دعوت دی مگر کسی نے اس کی مخالفت نہ کی جو شخص بھی بولا وہ اس تجویز کی موافقت میں ہی بولا۔ تجویز بالا میں ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا کہ

"پاکستان میں جو لوگ برسر اقتدار آئیں گے وہ اس قرار داد کے پابند ہوں گے" (۴۳)

۱۹۴۲ء ہی کا واقعہ ہے کہ قائداعظم الٰہ آباد میں مسلم لیگ کے اجلاس کے سلسلے میں نواب سر محمد یوسف کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے کہ وکلاء کا ایک وفد ملاقات کے لیے آیا اور قائداعظم سے پوچھا پاکستان کا دستور کیسا ہو گا۔ کیا پاکستان کا دستور آپ بنائیں گے۔

اس کے جواب میں آپ نے دو ٹوک الفاظ میں فرمایا۔

"پاکستان کا دستور بنانے والا میں کون ہوں پاکستان کا دستور تو تیرہ سو

سال پہلے ہی بن گیا تھا۔"(۴۴)

۱۹۴۲ء میں "یوم اقبال" کے موقع پر قائد اعظم نے اپنی خواہش کا اظہار یوں فرمایا۔

"علامہ اقبال برصغیر میں مسلمانوں کے استقلال اور عروج کے لیے علیحدہ ہوم لینڈ کا مطالبہ اپنے خطبہ الہ آباد میں فرما چکے ہیں ہم نے اقبال ڈے کے موقع پر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ "اسلامی نظام حیات" کو برپا کرنے کے لیے قوت عمل سے جلد از جلد وہ خطہ ارضی حاصل کر لیں" ملخصاً۔(۴۵)

تحریک پاکستان کے دوران یہ سوال کئی مرتبہ اٹھا کہ پاکستان کا فائدہ کیا اس امر کی وضاحت قائد اعظم نے اپنی متعدد تقریروں میں یوں فرمائی۔

"مسلم لیگ کا مشن اور پاکستان کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہے کہ پاکستان میں اللہ کے دین کا نظام قائم ہو گا ---- ہمارا مطالبہ پاکستان اس موقف پر ہے کہ چونکہ متحدہ ہند میں ہندو ہم سے تین گنا زائد ہیں لہذا تمام فیصلے اور قوانین ہندو منشاء کے مطابق ہوں گے اور مسلمان اپنی اکثریت کے صوبوں میں اپنے عقائد کے مطابق نہ تو قانون بنا سکیں گے اور نہ اپنی تہذیب و تمدن اور زبان کو محفوظ رکھ سکیں گے۔"(۴۶)

۱۹۴۴ء میں قائد اعظم نے گاندھی کو بھی واشگاف الفاظ میں فرمایا۔

"قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے اس میں مذہبی۔ مجلسی۔ دیوانی۔ فوجداری۔ عسکری۔ تعزیری۔ معاشی اور معاشرتی غرضیکہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں"(۴۷)

مسلمانان پشاور کے ایک عظیم اجتماع میں ۲۶ نومبر ۱۹۴۵ء کو قائد اعظم

نے فرمایا۔

"ہم مسلمان کیا چاہتے ہیں؟ ہم چاہتے ہیں کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں پر آزاد اور خود مختار ہوں اور صحیح اسلامی حکومت قائم ہو۔ ہم غیر مسلمان سے انصاف کریں گے بلکہ ہم ان سے دریادلی سے پیش آئیں گے تاریخ پڑھیے ہمارے تیرہ سو سال کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہم ہمیشہ غیر مسلمانوں سے کیسا مثالی سلوک کرتے آئے ہیں"۔(۴۸)

تمبر ۱۹۴۵ء کا واقعہ ہے قائداعظم لاہور میں نواب ممدوٹ کے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے کہ شاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا غلام مرشد ملاقات کرنے کے لیے آئے مشہور آئی سی ایس افیسر محمد مسعود کھدرپوش ان کے ترجمان کے طور پر ان کے ساتھ تھے نواب ممدوٹ نے مولانا موصوف کا تعارف کرایا مولانا غلام مرشد کہنے لگے کہ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آج آپ سے ملاقات کا موقع ملا ہے میں اپنے ساتھ مسٹر مسعود کو ترجمان کی حیثیت سے لے کر آیا ہوں انہوں نے کئی سال میرا درس قرآن سنا ہے قائداعظم نے جب قرآن مجید کا ذکر سنا تو اپنی میز سے انگریزی ترجمے کا قرآن مجید کا ایک نسخہ اٹھاتے ہوئے فرمایا اس کتاب میں معاشی و اخلاقی وانتظامی امور پر مکمل ہدایات موجود ہیں میں انہیں اصولوں کو جاری کرنا چاہتا ہوں کیا آپ میری مدد کریں گے یہ سن کر مولانا غلام مرشد نے کہا میں آپ کا ادنیٰ سپاہی ہوں آپ جیسا حکم دیں گے ویسا عمل ہوگا(۴۹)

۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو قائداعظم پشاور سے ایک عظیم الشان موٹروں کے جلوس کی صورت میں مانکی شریف کے لیے روانہ ہوئے فضا قائداعظم زندہ باد اسلام زندہ باد اور مسلم لیگ زندہ باد کے نعروں سے گونج رہی تھی قائداعظم کی

موٹر پھولوں سے لدی ہوئی تھی۔

پیر صاحب مانکی شریف سید محمد امین الحسنات" کے مریدین کے علاوہ ہندوستان کے علماء و مشائخ مانکی شریف پہنچے ہوئے تھے جونہی قائداعظم مانکی شریف پہنچے تو پیر صاحب مانکی شریف اور دور دراز سے آئے ہوئے مشائخ عظام نے ان کا پرجوش استقبال کیا پیر صاحب نے قائداعظم کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے پھر قائداعظم اور پیر صاحب مانکی شریف بڑی گرم جوشی کے ساتھ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے قائداعظم جب بیٹھ گئے تو میاں عبدالکریم نے مشائخ عظام صوفیائے کرام اور علمائے کرام کی طرف سے قائداعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا اس سپاس نامے میں قائداعظم کی ان خدمات کو سراہا گیا جو اسلامیان ہند کے لیے کر رہے تھے نیز قائداعظم سے سپاس نامے میں یہ سوال کیا گیا کہ پاکستان اگر بن گیا تو اس کا آئین کیسا ہوگا سپاس نامے کے بعد قائداعظم نے کھڑے ہوکر اردو میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"علمائے کرام' پیران عظام و مشائخ حضرات! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے بڑی گرمجوشی سے میرا استقبال کیا اور پاکستان کے حصول کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کا وعدہ کیا میں آپ کے جذبات کا انتہائی احترام کرتا ہوں آپ نے سپاس نامے میں مجھ سے پوچھا ہے کہ پاکستان میں کون سا قانون ہوگا؟ مجھے آپ کے اس سوال پر بہت سخت افسوس ہے کہ آپ مجھ سے دریافت کر رہے ہیں کہ پاکستان میں کونسا قانون ہوگا؟ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسلمان کا ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن ہے یہی قرآن مسلمانوں کا قانون ہے جو آج سے تیرہ سو سال پہلے حضرت محمد ﷺ کی وساطت سے ہمیں ملا ہے یہی قرآن ہمارا قانون ہے اور

بس (نعرہ تکبیر اللہ اکبر - پاکستان زندہ باد)

مجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ پاکستان میں کونسا قانون ہوگا؟ تو اس کا جواب صاف ہے کہ پاکستان کا کوئی قانون اسلام کے خلاف نہیں ہوگا۔ اسلام پاکستان کے قانون کی بنیاد ہوگا - کیونکہ ہم اس وقت ہندو سے جو جنگ لڑ رہے ہیں - اس کی بنیاد بھی اسلام ہے -

ہم پاکستان کے حصول کے لیے جدوجہد اسلام ہی کی ترقی کے لیے کر رہے ہیں پاکستان کے حصول کی جنگ ہم اسی لیے لڑ رہے ہیں کہ مسلمان کو اسلام کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کا موقع حاصل ہو - مسلمان قوم اپنی مخصوص تہذیب مخصوص تمدن اور خاص اسلامی روایات کو زندہ کر کے اور اس پر عمل پیرا ہو سکے اگر یہ مقاصد ہمارے سامنے نہ ہوتے تو میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن پاکستان کے حصول کے لیے کبھی بھی نہ خود جدوجہد کرتا اور نہ ہی مسلمانوں کو اس پر آمادہ کرتا - میں اس بلند مقصد کے لیے آپ لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ لوگ آنے والے انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دیں تاکہ ہماری منزل قریب تر ہو جائے" (ملخصاً)

مانکی شریف میں قائداعظم نے ایک معاہدے پر دستخط بھی کیے جس میں حلفیہ اقرار تھا کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہوگا اور کوئی قانون ایسا نہیں بنایا جائے گا جو اسلام کے خلاف ہو (۵۰)

خلیفہ اعلیٰ حضرت مفتی محمد برہان الحق جبلپوری نے فرمایا کہ قائداعظم محمد علی جناح ایک مرتبہ جبل پور تشریف لائے - دوران ملاقات میرے والد بزرگوار مولانا عبدالسلام جبل پوری نے اس امر (پاکستان بن جانے کے بعد یہاں

نفاذ اسلام) کی صراحت چاہی قائد اعظم نے نہایت پر عزم لہجہ میں فرمایا" مولانا! جداگانہ مسلم قومیت کی بناء پر خود مختار ریاست کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمان وہاں اسلامی قوانین رائج کریں اور قرآن و سنت کے مطابق زندگی بسر کریں قائداعظم نے مزید کہا" مولانا! دعا فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ ہمیں اس مقصد میں کامیاب فرمائے

اسی طرح علامہ شاہ محمد عارف اللہ قادری" نے بھی ایک انٹرویو میں بتایا کہ "جناح صاحب سے میری ملاقات پاکستان بننے سے قبل کاٹھیاوار کے مشہور شہر گونڈل میں ہوئی جہاں وہ روزنامہ" ڈان" کے چندے کی فراہمی کے لیے گئے ہوئے تھے میں نے ان سے پاکستان میں اسلامی قانون جاری کرنے سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فوراً ہی کتاب و سنت کی روشنی میں قانون بنانے کا یقین دلایا" (۵۱)

مولانا قاضی احسان الحق مفتی برائچ کی قیادت میں اہل سنت علماء کا ایک وفد کلکتہ میں مسٹر محمد علی جناح سے ملا اور انہیں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا چنانچہ قائداعظم نے صاف اور واضح لفظوں میں علماء اہلسنت کو یقین دلایا کہ پاکستان کے قیام کا مقصد خطہ پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ اور قرآن و سنت کی حکمرانی ہے (۵۲)

۱۱ جولائی ۱۹۴۶ کو حیدر آباد دکن کے ایک جلسہ عام میں قائداعظم نے فرمایا۔

" ایک مسلمان کی حیثیت سے میں علی الاعلان کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم قرآن کو اپنا آخری اور قطعی رہبر بنا کر شیوہ صبر و رضا پر قائم ہوں اور اس ارشاد خداوندی کو کبھی فراموش نہ کریں کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں تو ہمیں دنیا کی

کوئی ایک طاقت یا کئی ۔ قتیں مل کر بھی مغلوب نہیں کر سکتیں "

(۵۳)

۱۵ مارچ ۱۹۴۶ کو شیلانگ کے مسلمانوں کے اجتماع سے قائداعظم یوں مخاطب ہوئے۔

" ہم کو چاہیے کہ ہم اپنی مقدس کتاب قرآن مجید کی تعلیم کی طرف رجوع ہو جائیں ہم کو احادیث اور اسلام کی زبردست روایات پر عمل کرنا چاہیے اگر ہم قرآن مجید کے احکامات پر عمل پیرا ہوں اور احادیث اور اسلامی روایات کو صحیح طور پر سمجھیں تو ہماری ہدایات کے ان میں تمام احکامات اور ہدایات موجود ہیں"۔(۵۴)

۱۱جولائی ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے مسلمانان حیدر آباد دکن کے ایک عظیم الشان اجتماع میں "قرآنی تعلیمات کی برکات" پر ایک جامع اور مسبوط تقریر فرمائی۔اسی میں آپ نے فرمایا۔

" پاکستان کے مطالبہ سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کی اکثریت کے علاقوں میں اسلامی تعلیمات کے مطابق آزادی کی فضا میں زندگی بسر کرنے کا حق حاصل ہو جائے"۔(۵۵)

۱۴فروری ۱۹۴۷ء کو شاہی دربار بی بلوچستان میں یوں گویا ہوئے۔

" میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اُسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے جو قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لیے بنایا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات و اصولوں پر رکھیں۔ "

۱۴جولائی ۱۹۴۷ء کو ایک پریس کانفرنس میں فرمایا۔

" جب آپ جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں تو مجھے شبہ ہوتا ہے کہ آپ نے

اسلام کا مطالعہ نہیں کیا ہے ہم نے جمہوریت تیرہ سو سال پہلے سیکھ لی تھی۔"

۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اپنے اندر مجاہدوں کا سا جذبہ پیدا کرو جیسا کہ تمہارے آباؤ اجداد میں تھا تم ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہو جس کی تاریخ بلند ہمتی' استقلال' بہادری اور اعلیٰ کردار کی مثالوں سے بھری پڑی ہے اپنی دیرینہ روایات پر عمل کر کے اس میں ایک نئے اور شاندار باب کا اضافہ کر دو۔ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنادو ایک ایسی عظیم قوم کا قلعہ جس کا نظریہ اندرونی اور بیرونی امن کا قیام ہو۔" (۵۶)

جب ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو لارڈ ماونٹ بیٹن آزادی کی تقریبات میں حصہ لینے کراچی آئے تو انہوں نے اپنی تقریر میں کہا۔

"مجھے امید ہے کہ اقلیتوں کے سلسلے میں پاکستان میں اکبر کی تقلید کی جائے گی"

جواب میں قائداعظم نے فرمایا۔

"ہمیں اکبر کی تقلید کی کیا ضرورت ہے ہم اپنے رسول پاک ﷺ کے نقش قدم پر چلیں گے جنہوں نے تیرہ سو سال پہلے الفاظ ہی سے نہیں بلکہ عملاً عیسائی اور یہودیوں سے انتہا درجے کی رواداری کا سلوک کیا اور ان کے عقیدے اور دین کا از حد احترام کیا۔" (۵۷)

۱۳ جنوری ۱۹۴۸ کو اسلامیہ کالج پشاور میں فرمایا۔

"ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔"

۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو بار ایسوسی ایشن کراچی میں یوں اعلان حق فرمایا۔

"میں ان لوگوں کی بات نہیں سمجھ سکتا جو دیدہ دانستہ اور شرارت سے یہ پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت کی بنیاد پر نہیں بنایا جائے گا اسلام کے اصول عام زندگی میں آج بھی اسی طرح قابل اطلاق ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے میں ایسے لوگوں کو جو بد قسمتی سے گمراہ ہو چکے ہیں یہ صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ یہاں غیر مسلموں کو کوئی خوف ڈر نہیں ہونا چاہیے اسلام اور اس کے نظریات نے ہمیں جمہوریت کا سبق دے رکھا ہے 'ہر شخص سے انصاف' رواداری اور مساوی برتاؤ اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ پھر کسی کو ایسی جمہوریت' مساوات اور آزادی سے خوف کیوں لاحق ہو جو انصاف' رواداری اور مساوی برتاؤ کے بلند ترین معیار پر قائم کی گئی ہو ان کو کہہ لینے دیجیے ہم دستور پاکستان بنائیں گے اور دنیا کو دکھائیں گے کہ یہ رہا ایک اعلیٰ آئینی نمونہ۔"

فروری ۱۹۴۸ء کو ایک امریکی نامہ نگار کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا۔

"پاکستان کا دستور ابھی بننا ہے اور یہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی بنائے گی مجھے نہیں معلوم کہ اس دستور کی شکل وہیت کیا ہو گی لیکن اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ جمہوری نوعیت کا ہو گا اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل ان اصولوں کا اطلاق آج کی عملی زندگی پر بھی اسی طرح ہو سکتا ہے جس طرح تیرہ سو سال پہلے ہوا تھا اسلام اور اس کے نظریات سے ہم نے جمہوریت کا سبق سیکھا ہے اسلام نے ہمیں انسانی مساوات' انصاف اور ہر ایک سے رواداری کا درس دیا ہے ہم ان عظیم الشان روایات کے وارث اور امین ہیں اور پاکستان کے آئندہ

دستور کے معمار اور بانی کی حیثیت سے ہم اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے بخوبی آگاہ ہیں"۔

۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو سبی دربار بلوچستان میں فرمایا۔

"میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات کا واحد ذریعہ اس سنہری اصولوں والے ضابطہ حیات" پر عمل کرنا ہے جو ہمارے عظیم قانون دان پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لیے قائم کر رکھا ہے ہمیں اپنی جمہوریت کی بنیادیں سچے اسلامی اصولوں اور تصورات پر رکھنی چاہیں"۔(۵۸)

مولانا ظفر احمد عثمانی کے ایک سوال جواب میں قائد اعظم نے یوں اطمینان دلایا۔

"باقی رہا نظام اسلام کا مسئلہ تو آپ مطمئن رہیں ذرا مجھے مہاجرین کی طرف سے اطمینان ہو جائے اور اسمبلی کو بھی اطمینان ہو جائے تو انشاء اللہ بہت جلد دستور پاکستان اصول اسلام کے موافق مرتب ہو جائے گا" ملخصاً(۵۹)

قائد اعظم کے وصال کے کچھ عرصہ پہلے مبلغ اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی عالمی دورہ سے پاکستان واپس آئے کراچی میں پورے پاکستان کے علماء و مشائخ کی ایک عظیم کانفرنس منعقد ہوئی مبلغ اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی کی نگرانی میں علامہ عبد الحامد بدایونی' علامہ ابو الحسنات قادری' مفتی صاحبداد خان' علامہ سید احمد سعید کاظمی خواجہ قمر الدین سیالوی اور بہت سے علماء و مشائخ نے ایک جامع دستور آئین اسلامی کا مسودہ تیار کیا اس پر علماء نے تائیدی نوٹ لکھے' مبلغ اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی مجاہد ملت مولانا عبد الحامد بدایونی' مخدوم ناصر جلالی پر مشتمل علماء و مشائخ کے وفد نے حضرت قائد اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ مسودہ آئین اسلامی پیش کیا بانی

پاکستان بابائے قوم نے بڑی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے مبلغ اسلام اور ان کے رفقاء کو یقین دلایا کہ ان شاء اللہ قومی اسمبلی کے منظور کرنے پر بہت جلد اس آئین اسلامی کو نافذ کر دیا جائے گا - شدید علالت کی بناء پر ڈاکٹروں کے مشورہ سے آپ مرکزی دارالحکومت سے کوئٹہ تشریف لے گئے وہاں ان کی وفات ہو گئی اور اس طرح بابائے قوم علماء سے کیا ہوا وعدہ پورا نہ کر سکے -" (٦٠)

حوالے تو بہت ہیں لیکن بخوف طوالت ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے -

غور فرمائیے' ہاں تعصب کی عینک اتار کر غور فرمائیے' قائداعظم نے کس طرح واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا تھا کہ پاکستان کے قیام کا مقصد صرف قرآن و سنت پر مبنی ایسے اسلامی نظام کے قیام کے لیے تھا جس میں مسلمان اور دیگر اقوام امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں اور اسی عظیم مقصد کے لیے برصغیر کے مسلمانوں نے عدیم المثال قربانیاں دیں

اب ان تاریخی خطبات اور واقعات کو نظر انداز کر کے یہ لکھنا کہ "قائداعظم کے افکار میں پاکستان کی اسلامی نظریئے کی بنیاد تلاش کرنا محض کار عبث ہے" اس صدی کا کتنا بڑا جھوٹ ہے ؟

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

دشمنوں نے بھی قائداعظم کے نظریہ پاکستان کو تسلیم کر لیا تھا یکم نومبر ١٩٤١ء کو لدھیانہ میں اکھنڈ بھارت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت ہندوؤں کے مشہور رہنما مسٹر منشی نے کی انہوں نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا -

"تمہیں کچھ معلوم بھی ہے کہ پاکستان ہے کیا نہیں معلوم تو سن لیجیے کہ پاکستان کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس کا حق حاصل ہے کہ وہ ملک کے ایک یا ایک سے زیادہ علاقوں میں اپنے لیے ایسے مسکن بنالیں جہاں طرز حکومت قرآنی اصولوں کے ڈھانچے میں ڈھل سکے اور جہاں اردو ان کی قومی زبان بن سکے مختصر یوں سمجھے کہ پاکستان مسلمانوں کا ایک ایسا خطہ ارض ہو گا جہاں اسلامی حکومت قائم ہو گی"۔(٦١)

اسی لیے قائداعظم کے سیاسی مخالفین جن میں مضمون نگار کے ممدوح ابوالکلام آزاد سر فہرست ہیں بھی ان پر "سیکولرازم" کا بے بنیاد الزام نہ لگا سکے لیکن آج پچاس سال کے بعد ان کے جانشین ابو سلیمان شاہجہانپوری کو کیا "الہام" ہوا ہے؟ کہ قائداعظم تو ایک سیکولر ملک بنانا چاہتے تھے۔ العیاذباللہ

اب آخر میں تحریک پاکستان کے نامور کارکن اور مسلم لیگی رہنما مولانا مدرار اللہ مدرار جنھوں نے قائداعظم کو قریب سے دیکھا تھا کے ذاتی تاثرات پیش کیے جاتے ہیں۔

"قائداعظم انتہائی مخلص مسلمان اور انتہائی قابل سیاستدان تھے میں گواہی دیتا ہوں یہ خدا کے سامنے گواہی ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان تھے۔ علم دوست، علم پرور تھے، جس مذہبی مسئلے کو وہ نہیں سمجھتے تھے اس کے بارے میں علماء سے مشورہ کر لیتے تھے"۔ ملخصاً (٦٢)

قائداعظم کو معلوم تھا کہ قیام پاکستان کے بعد بھی کانگریس کے ایجنٹ مملکت خداداد کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے اسی لیے انہوں نے بار بار اپنی تقاریر میں ان غداروں سے ہوشیار رہنے کی تلقین فرمائی تھی۔

۲۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ایک اخباری بیان میں دشمنان پاکستان سے یوں خبر دار فرماتے ہیں۔

"ہمیں اپنے دشمنوں سے ہوشیار رہنا چاہیے جو ہر لحاظ سے اس مملکت کے وجود کو خطرے میں ڈالنا چاہتے ہیں احتیاط کا تقاضا ہے کہ ہم ہر قسم کی انتقامی کارروائی سے گریز کریں کیونکہ ایسا کرنے سے ہندوستان کے مسلمانوں کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے جو لوگ پاکستان کو مٹانے کا خواب دیکھ رہے ہیں وہ سخت غلط فہمی کا شکار ہیں" ملخصاً

۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ میں ایک جلسہ عام میں دشمنوں کے دام فریب سے دور رہنے کی تلقین ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"میں آپ سے ایک مرتبہ اور یہی بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کے جال میں نہ آئیں جو پاکستان کے دشمن ہیں بدقسمتی سے آپ کے یہاں غدار بھی موجود ہیں اور مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہی ہیں ان غداروں کی پرورش باہر کے ادارے اور باہر کے لوگ کرتے ہیں جن کا مقصد انتشار پیدا کرنا ہے ان کا مقصد پاکستان کو توڑ پھوڑ دینا اور برباد کرنا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ چوکنے اور ہوشیار رہیں تاکہ آپ پھنس نہ جائیں"

۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو پشاور کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے دشمن کے آلہ کاروں سے دور رہنے کی تلقین یوں فرماتے ہیں۔

"بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس جدوجہد میں ہماری ذرہ برابر مدد نہیں کی بلکہ ہماری مخالفت کی ہمارے راستے میں روڑے اٹکائے اور ان لوگوں کی تعداد بھی خاصی ہے جنہوں نے دشمنوں کے ساتھ مل کر کھلم کھلا ہماری مخالفت کی

ہو سکتا ہے کہ یہی لوگ اب آگے نکل کر سامنے آئیں اور اپنے مقاصد اور پروگرام پیش کریں اور دھوکہ میں ڈالنے والے نعرے اور پٹے ہوئے فقرے دہرائیں میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ تمہارا کوئی قدم غلط سلط باتوں نعروں اور پٹے پٹائے فقرے کے قریب نہ اٹھے ان باتوں کا کوئی اثر قبول کرنا اور انہیں طوطے کی طرح دہرانا فضول ہے"۔(۶۳)

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ آج کل نظریہ پاکستان کے دیرینہ مخالفین بانی پاکستان کی روح سے اپنی ذلت آمیز شکستوں کا انتقام لینے کے لیے ان پر طرح طرح کے بے بنیاد الزامات لگا کر مسلمانوں کی نگاہ میں ان کی عظمت و وقار کو مجروح کرنے کے لیے ناپاک کوششوں میں مصروف کار ہیں یہاں تک کہ رہے

ہیں کہ قائداعظم بھی تو ایک سیکولر حکومت بنانے کے حامی تھے لہذا مسلمانوں کو ابو سلمان شاہجہانپوری جیسے لوگوں کی چکنی چپڑی باتوں میں ہر گز نہیں آنا چاہیے۔

پاکستان کے تمام شہریوں کو چاہیے کہ وہ اسلام کے فروغ اور پاکستان کے استحکام کی خاطر اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں تاکہ دشمنوں کے عزائم خاک میں مل جائیں اور قائداعظم کا خواب شرمندہ تعبیر ہو جائے۔

آخر میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس وقت پاکستان میں برسر اقتدار جماعت مسلم لیگ ہے۔ قائداعظم کی عزت و آبرو اور ان کے مقام و مرتبہ کا تحفظ اس کی آئینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔

حوالہ جات

1 ماہنامہ آستانہ کراچی نومبر ۱۹۹۷ء ص ۳۳

2 ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۹۷ ص ۳۹

3 مضطرب صدائیں مطبوعہ ملتان ۱۹۸۸ء ص ۲۲۲، ۳۳۳

4 پس دیوار زنداں مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص ۲۷۰

5 الخطبات الاشرفیہ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء ص ۳۳

6 ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۹۷ء ص ۳۸

7 انعام الحق کوثر ڈاکٹر اقبالیات کے چند خوشے مطبوعہ لاہور ص ۲۵

8 محمد مسعود احمد پروفیسر ڈاکٹر۔ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم مطبوعہ لاہور ص ۲۷۶

(ب) محمد جلال الدین قادری مولانا۔ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ
لاہور ص ۳۱۲
۹ محمد جہانگیر عالم۔اقبال کے خطوط جناح کے نام مطبوعہ لاہور ص ۳۵
۱۰ محمد جہانگیر عالم۔اقبال کے خطوط جناح کے نام مطبوعہ لاہور ص ۱۵
۱۱ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۹۷ء ص ۴۴
۱۲ ابوالکلام آزاد۔ آزادی ہند مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء (مترجم شمیم حنفی ص
۱۹۱)
۱۳ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۴ اگست ۱۹۹۷ء
۱۴ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۹۷ء ص ۴۸
۱۵ تفصیل کے لیے دیکھیے رئیس احمد جعفری خطبات قائداعظم مطبوعہ لاہور
۱۶ الخطاب الاشرفیہ مطبوعہ ۱۹۹۷ء ص ۳۳
۱۷ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۹۷ء ص ۵۲
۱۸ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۷ ستمبر ۱۹۹۷ء
۱۹ سازشوں کا دیباچہ قادیانیت از رائے کمال ص ۱۹۵
۲۰ پاکستان کیوں ٹوٹا از ڈاکٹر صفدر محمود ص ۳۰۷ بحوالہ ماہنامہ ضیائے حرم
لاہور گولڈن جوبلی نمبر اگست ۱۹۹۷ء ص ۱۳۴
۲۱ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ج ۱ از صاحبزادہ طارق محمود ص ۵۷۴ بحوالہ
ماہنامہ ضیائے حرم لاہور گولڈن جوبلی نمبر اگست ۱۹۹۷ء ص ۱۳۵
۲۲ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۹۷ء ص ۴۸
۲۳ ظفر علی خان چمنستان مطبوعہ لاہور ۱۹۴۴ ص ۱۲۰

۲۴ ڈاکٹر انعام الحق کوثر تحریک پاکستان اور صحافت مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۹۷ء ص
۲۸۲
۲۵ ظفر علی خان۔ چمنستان مطبوعہ لاہور ۱۹۴۴ء ص ۱۵۱
۲۶ ماہنامہ کنزالایمان لاہور ختم نبوت نمبر ستمبر ۱۹۹۷ء ص ۲۲
۲۷ رئیس احمد جعفری۔ خطبات قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۲۸۸
۲۸ محمد حنیف شاہد۔ اسلام اور قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۶۰
۲۹ پس دیوار زنداں مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص ۳۱۹
۳۰ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۵ دسمبر ۱۹۹۷ء
۳۱ دیکھیے آزادی ہند مطبوعہ کراچی
۳۲ ضیاء الحامدی مولانا۔ پاکستان اور کانگریسی علماء کا کردار مطبوعہ لاہور ص ۲۳
بحوالہ مضامین مولانا آزاد نمبر ۱۹ الداعی شوال ۱۳۵۷ھ ص ۱۱
۳۳ محمد جلال الدین قادری مولانا۔ ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست مطبوعہ
لاہور ص ۹۵
۳۴ دیکھیے ابوالکلام آزاد آزادی ہند مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء ص ۲۴ ۱ مترجم شمیم
حنفی
۳۵ دیکھیے خواجہ رضی حیدر قائداعظم خطوط کے آئینے میں مطبوعہ کراچی
ص ۹۳ تا ۱۰۲
۳۶ ماہنامہ آستانہ کراچی نومبر ۱۹۹۷ء ص ۳۵
۳۷ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۹۷ء ص ۵۹
۳۸ منشی عبدالرحمن خان۔ قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ مطبوعہ ملتان ۱۹۸۶ء
ص ۴

۳۹ منشی عبدالرحمٰن خان - قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ مطبوعہ ملتان ص ۱۹۳

۴۰ سعید راشد گفتار و کردار قائداعظم مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۳۰۵-۳۰۶

۴۱ سردار محمد خان - حیات قائداعظم مطبوعہ لاہور ۱۹۴۹ء ص ۴۲۸

۴۲ سردار محمد خان - حیات قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۲۲۷

۴۳ منشی عبدالرحمٰن خان - قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ مطبوعہ ملتان ص ۴۸

۴۴ سعید راشد - گفتار و کردار قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۳۰۴

۴۵ ہفت روزہ الہام بہاولپور ۱۹۸۷ء مجاہد ملت ایڈیشن ص ۶۲

۴۶ منشی عبدالرحمٰن خان - قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ مطبوعہ ملتان ص ۴۹

۴۷ ماہنامہ جام عرفان ہری پور دسمبر ۱۹۹۷ء ص ۴

۴۸ محمد حنیف شاہد - اسلام اور قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۸۵

۴۹ سعید راشد - گفتار و کردار قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۳۰۸

۵۰ تفصیل کے لیے دیکھیں - حاجی میر احمد خان صوفی - غازی پیر مطبوعہ پشاور ص ۱۷۷ تا ۱۸۵

۵۱ ماہنامہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء تحریک پاکستان نمبر ص ۱۸۶

۵۲ ماہنامہ کنزالایمان لاہور اگست ۱۹۹۵ء تحریک پاکستان نمبر ص ۱۸۵

۵۳ منشی عبدالرحمان خان - قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ مطبوعہ ملتان ص ۱۹۴

۵۴ محمد حنیف شاہد - اسلام اور قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۷۱

۵۵ محمد حنیف شاہد- اسلام اور قائداعظم مطبوعہ لاہور ۹۷

۵۶ کلیم نشتر- تعلیمات قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۷۳-۷۸

۵۷ سعید راشد گفتار و کردار قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۳۱۰

۵۸ دیکھیں کلیم نشتر تعلیمات قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۷۴ تا ۸۲

۵۹ محمد حنیف شاہد اسلام اور قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۱۰۶

۶۰ خلیل احمد رانا- مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری مطبوعہ کراچی ص ۴۸

۶۱ ٹریبون ۱۹۴۱-۱۱-۲ بحوالہ طلوع اسلام لاہور دسمبر ۱۹۸۰ء

۶۲ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۷ ۲ اگست ۱۹۹۲ء

۶۳ دیکھیں کلیم نشتر تعلیمات قائداعظم مطبوعہ لاہور ص ۵۳-۶۳-۱۱۹

مقالہ بعنوان

قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے؟

نتیجہ فکر - طارق سلطانپوری - حسن ابدال

بنام دینِ حق قائم ہُوا یہ قدر کی شب میں
مثال اپنی نہیں رکھتا دیارِ قائدِاعظم
وہ پاکستان کے بانی بھی. ہیں محبُوبِ ملّت بھی
زمانے میں مثالی ہے وقارِ قائدِاعظم
رچی ہے اُن کی عظمت کی مہک اِس کی فضاؤں میں
یہ ارضِ خُوشنما ہے جلوہ زارِ قائدِاعظم
نہیں تاریخ کے صفحات میں کوئی نظیر اُس کی
مورّخ کے لیے حیرت ہے کارِ قائدِاعظم
فلاحِ قوم و مِلت مُدّعا اُن کی سیاست کا
مُسلمانوں کی خدمت تھا شعارِ قائدِاعظم
کسی کم ظرف و ناہنجار کی ہرزہ سرائی سے
کم ہرگز ہو نہیں سکتا وقارِ قائدِاعظم
دِلوں سے محو کر سکتا نہیں بدبخت کوئی بھی
خیالِ خُوب و یادِ خُوشگوارِ قائدِاعظم
محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے وہ اِک مخلص غُلام اُن پر
کرم گستر رہا پروردگارِ قائدِاعظم

جو پاک و ہند کے ممتاز رہبر تھے طریقت کے

وہ تھے اکثر مُحبِ و غمگسارِ قائدِاعظم

مشائخ صاحبانِ علم و تقویٰ تھے جو سرکردہ

وہ مردانِ خُدا تھے دوستدارِ قائدِاعظم

دُعا کی "عُمر میری قائدِاعظم کو مِل جائے"

بہادر یار بھی تھے جاں نثارِ قائدِاعظم

بہت عُمدہ لکھا مضمون صابرؔ شاہ صاحب نے

کیا جس سے نُمایاں افتخارِ قائدِاعظم

خُوشی سے اِس مقالے کی کہی تاریخ طارقؔ نے

یہ ہے لاریب "رازِ اعتبارِ قائدِاعظم"

۱۹۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا قائداعظم شیعہ تھے؟

تحریر و تحقیق

سید صابر حسین شاہ بخاری
برہان شریف اٹک

کیا قائداعظم شیعہ تھے؟

سیرت پہ جس کی داغ کا نام و نشاں نہیں
صورت میں چاند سا ہے محمد علی جناح
دینِ خدا کا محرم و اقبالؒ کا رفیق
خورشیدِ حق نما ہے محمد علی جناح

(سید محمد امین علی نقوی)

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح' مصور پاکستان علامہ محمد اقبال کے "مرد مومن" ہیں انہوں نے ہمیشہ تعلیمات اسلامیہ کو اپنے پیش نظر رکھا اس پر ان کے خطبات شاہد عادل ہیں "محمد علی جناح" جس شخصیت کا نام تھا وہ محتاج تعارف نہیں آپ کا کردار بے داغ شخصیت بے عیب اور زندگی پر عظمت اور قابل رشک تھی آپ کے حسن کردار راست گفتاری اور قومی احساس کی سرگزشت کھلی کتاب کی طرح عیاں ہے۔ جب گاندھی کی "آندھی" میں بڑے بڑے "نامیوں" کے نام و نشاں مٹ گئے تو اس "طوفان" میں قائداعظم سلامت باکرامت رہے آپ نے مسلمانان ہند کی "کشتی" کو صحیح و سلامت

کنارے پر لگایا اور اپنے آپ کو ایک بے مثال سیاسی راہنما راسخ العقیدہ مسلمان سچا بے باک بے خوف اور دیانت دار انسان ثابت کیا آپ کے سیاسی مخالفین آپ سے شکست فاش تو کھا گئے لیکن ان کی ذریت نے اپنے "اکابرین" کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے قائداعظم کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی آپ پر بے بنیاد الزامات کے انبار لگا دیئے افسوس کا مقام ہے کہ اسی کے پاکستان میں اسی کی شخصیت کو مسخ کرنے کی مذموم تحریک جاری ہے حال ہی میں ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک شمارہ اگست ۱۹۹۷ء میں مملکت خداداد پاکستان کی گولڈن جوبلی کے موقع پر ایک صاحب ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری لکھتے ہیں۔

"بانی پاکستان شیعہ تھے وہ اپنے عقیدے میں راسخ و مخلص تھے وہ اگرچہ اسلامی حکومت کے قیام کے دل سے خواہاں ہوں گے لیکن اپنے عقیدے کے مطابق نہ کہ آپ کی آرزوؤں کے مطابق؟ اگر حالات سازگار ہوتے تو وہ اپنے عقیدے کے مطابق ضرور ایک شیعہ اسٹیٹ قائم کرتے"(۱) لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ بھی بہتان طرازی ہے قائداعظم نے نہ کبھی اپنے آپ کو شیعہ کہا اور نہ سنی وہ اپنے آپ کو ہمیشہ "مسلمان" کہتے تھے انہیں فرقہ پرستی سے شدید نفرت تھی اس نفرت کا اظہار انہوں نے اپنے خطبات میں بھی کیا ہے۔

۲۲ جنوری ۱۹۴۵ کو حبیب فیملی بچوں کے ایک یتیم خانہ کے امدادی جشن کے موقع پر قائداعظم نے فرمایا۔

"اگر ہم مذہب اسلام کو ہر دلعزیز بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ دیرینہ جھگڑے اور مناقشات ترک کردیں اور بے جا جذبات کو پاس نہ پھٹکنے دیں ہمیں خوجہ بوہرہ وغیرہ فرقہ وارانہ نام چھوڑ کر ایک قوم مسلمان بن جانا چاہیئے"(۲)

قائداعظم کی اسی خوبی کے بارے میں وائسرائے کا مشیر ہڈسن بھی یوں رطب للسان ہے۔

"ایک عجیب بات جس کا اس نے سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا وہ یہ تھی کہ مسلمانوں میں بھی اس کے کسی خاص مسلک یا فرقہ سنی یا شیعہ کسی علاقے کسی گروہ مثلاً

روساء پنجاب سے کوئی ترجیحی تعلقات نہ تھے بایں ہمہ وہ بیک وقت سب کے درمیان سب سے جدا اور سب کا محبوب رہنما بن گیا اور ساری قوم کو ایک لڑی میں پرونے میں کامیاب رہا(۳)

قائداعظم بنیادی طور پر سچے مردمومن تھے ان کے اجداد نے حضرت غوث الاعظم جیلانی" کے چمنستان کے ایک پھول حضرت سید عبدالرزاق" کے ہاتھوں اسلام قبول کیا تھا مشہور مضمون نگار عشرت رحمانی اس حقیقت سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں۔

"محترمی نواب صدیق علی خان ایک مرتبہ احباب کی ایک صحبت میں قائداعظم کے ذکر کے دوران میں انہوں نے ایک واقعہ بیان کیا جو قائداعظم کی خدمت میں حاضری کے وقت شملہ کونسل ہاوس میں پیش آیا تھا انہوں نے کہا کہ کونسل کے برآمدے میں قائداعظم صوفہ پر رونق افروز تھے اور لوگ اس شمع سیاست و قیادت کو پروانہ وار گھیرے ہوئے تھے ان سب لوگوں کو قائداعظم کی صحبت میں قربت کا شرف حاصل تھا قائداعظم بے تکلفی سے مصروف تکلم تھے آپ لفظ "خوجہ" کی وجہ تسمیہ اور اپنے خاندانی اجداد کا مشرف بہ اسلام ہونا اور سر آغا خان سے اپنے خاندان کے انحراف کی وجوہ بیان فرما رہے تھے آپ نے فرمایا کہ "ہمارے آباواجداد دراصل راجپوت اور ہندو فرقہ سے تعلق رکھتے تھے یہ لوگ پنجاب کے بعض علاقوں میں غالباً ساہیوال وغیرہ میں ابھی تک آباد ہیں یعنی ہمارے آباواجداد کی اولاد اور ان کی نسل میں سے تھے بعض لوگ وہاں آباد ہیں ہمارے اجداد میں سے ایک بزرگ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی" کے خاندان کے ایک بزرگ پیر شاہ عبدالرزاق صاحب" کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے چونکہ ہمارے بزرگوں کا پیشہ تجارت تھا اس لیے انہیں خواجہ کہا جاتا تھا بعد میں بگڑ کر "خوجہ" کہلانے لگا دراصل ہمارے خاندان کا سر آغا خان کے بعد "خوجہ" خاندان سے کسی حیثیت سے کوئی تعلق نہیں ہم لوگ یقینی طور پر "خوجہ" خاندان سے کوئی رشتہ یا رابطہ نہیں رکھتے"(۴)

قائداعظم کو خدمت اسلام کا جذبہ ورثہ میں ملا تھا ان کے آباؤ اجداد نے مغل بادشاہ اکبر کے "دین الٰہی" کے خلاف حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی" کی عظیم قیادت میں لازوال اور قابل تقلید قربانیاں دی ہیں اسی بناء پر آپ کے اجداد حضرت مجدد الف ثانی" سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے اور خود میں ایک قسم کی تشنگی اور کمی محسوس کرتے تاوقتیکہ وہ حضرت مجدد الف ثانی" کے مزار پر حاضری نہ دے لیں اس حقیقت کا انکشاف مشہور عالم دین مسلم مسجد لاہور کے خطیب تحریک پاکستان کے سرگرم مجاہد اور قائداعظم کے خاص مخلص معتمد مولانا محمد بخش مسلم" نے ایک انٹرویو میں یوں فرمایا۔

"میں ایک مرتبہ قائداعظم سے ملا تو میں نے پوچھا کہ پاکستان کب بنے گا؟ انہوں نے کہا "یہ سوال بے معنی ہے" پاکستان اس وقت ہی بن گیا تھا۔ جس وقت پہلا ہندو مسلمان ہو گیا تھا" میں نے کہا کہ جس طرح برسوں پہلے آپ کے بزرگوں نے ہندوستان میں اسلام کو بچایا تھا اسی طرح آپ بھی آج کے دور میں اسلام کو بچا رہے ہیں۔

میری یہ بات سن کر انہوں نے اس کی وضاحت مانگی تو میں نے کہا کہ مغل بادشاہ اکبر نے جب دین الٰہی کا آغاز کیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی" نے اس کی مخالفت کی تھی اس مخالفت میں وہ لوگ بھی پیش پیش تھے جو حضرت مجدد الف ثانی" سے بیعت تھے اور یہ لوگ آپ کے اجداد تھے میری بات سن کر وہ سوچ میں پڑ گئے اور بولے "آج مجھے پتہ چلا ہے کہ میرے عزیز و اقارب سرہند شریف جانا کیوں ضروری سمجھتے تھے" یہ حقیقت ہے کہ قائداعظم کے اجداد حضرت مجدد الف ثانی" سے گہری عقیدت رکھتے تھے اور اس وقت وہ اپنے آپ کو مکمل نہیں سمجھتے تھے۔

جب تک حضرت شیخ مجدد" کے مزار پر حاضری نہیں دے لیتے تھے" (۵)

قائداعظم کو بزرگوں سے عقیدت و محبت بھی اپنے اجداد سے ورثہ میں ملی تھی اسی لیے آپ بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے تھے ۱۴۷ سالہ بابا سراج دین صاحب روزنامہ "پاکستان" کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

"میں نے قائداعظم اور فاطمہ جناح کا ۱۹۴۰ میں لاہور آمد پر استقبال بھی کیا اور داتا صاحب" حاضری کے موقع پر قائداعظم اور فاطمہ جناح کو قریب سے دیکھا قائداعظم ایک سچا اور کھرا انسان تھا۔" (۶)

بزرگوں سے قائداعظم کی از حد عقیدت و محبت کی وجہ سے صوفیائے کرام نے تحریک پاکستان میں آپ کا ہر ممکن ساتھ دیا حتی کہ پاکستان معرض وجود میں آگیا (۷) قائداعظم جدید علوم کی اعلیٰ منازل طے کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی علوم سے بھی غافل نہیں رہے اسلامی قانون میں اعلیٰ مہارت کے لیے فقہ کا جاننا نہایت ضروری ہوتا ہے اس کے علاوہ انہوں نے قرآن کریم اور قرآنی قوانین کا بھی نہایت غور سے مطالعہ کیا قرآنی احکام قوانین اور علم فقہ میں ان کی مہارت کا پہلا ثبوت ہمیں اس مسودہ قانون سے ملتا ہے جو انہوں نے "وقف علی الاولاد کے جواز" کے لیے ہندوستان کی مرکزی کونسل میں پیش کیا تھا ہندوؤں نے اس مسودہ قانون کی سخت مخالفت کی تھی کیونکہ اس کے ذریعے ان وقف جائیدادوں کو تحفظ حاصل ہو رہا تھا جنہیں ہندو ساہوکار اپنے سود در سود کے چکر کے ذریعے قرق کرواسکتے تھے قائداعظم نے طویل بحثوں کے دوران اسلامی فقہ کی جس انداز سے توضیح و تشریح کی اس کے اپنے پرائے سب معترف ہوگئے چنانچہ دو اڑھائی سال کی بحثوں کے بعد جب یہ قانون منظور ہوا تو ۲۲ مارچ ۱۹۱۳ کو مسلم لیگ نے لکھنو کے مقام پر سالانہ اجلاس میں ایک قرارداد تشکر میں محمد علی جناح کو خصوصی طور پر مبارکباد پیش کی کہ انہوں نے امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں نہایت مہارت کے ساتھ مسودہ قانون کو آگے بڑھایا اور بالآخر اسے قانون کی حیثیت سے منظور کرایا "وقف علی الاولاد" کے قانون کے بارے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلامی قانون اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کی کفالت کے لیے اپنی کوئی جائیداد وقف کر سکتا ہے اور وقف کا اعلان تحریری طور پر ہونے کے علاوہ زبانی طور پر بھی ہو سکتا ہے اس مسودہ قانون کی دفعہ ۳ اہم ترین تھی یہ دفعہ اس طرح تھی ۔

۳۔ " اس قانون کی شرائط سے مشروط ہر شخص کو جو دین اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور

نابالغ یا فاترالعقل نہیں یہ حق حاصل ہے کہ مندرجہ ذیل مقاصد میں سے کسی ایک مقصد کے لیے وقف قائم کرے۔

(ا) اپنے کنبے اپنی اولاد یا اپنے ورثاء کی جزوی یا کلی کفالت کے لیے۔

(ب) ایسی صورت میں کہ واقف حنفی مسلمان ہو وہ اپنی زندگی کے دوران ذاتی کفالت کے لیے یا اپنے قرضوں کی ادائیگی کے لیے وقف جائیداد کے کرایوں یا منافع سے روپیہ حاصل کر سکتا ہے"(۸)

قائداعظم نے عبدالرحمٰن چیتا کر کیس (رنچھوڑ نرائن کیس) میں بھی ثابت کر دیا کہ آپ کو حنفی اور شافعی فقہ پر مکمل عبور حاصل ہے(۹)

قائداعظم نے ہمیشہ اپنے آپ کو اسلام کا ایک ادنی خادم تصور کیا ہے چنانچہ ۱۲مارچ ۱۹۴۱ کو پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

"خواتین و حضرات میں کوئی فاضل مولانا یا مولوی نہیں ہوں نہ ہی مجھے اس بات کا دعوٰی ہے کہ میں دینی علوم کا ماہر ہوں لیکن میں اپنے دین کے بارے میں تھوڑا بہت ضرور جانتا ہوں اور دین کا ایک ادنی لیکن پر افتخار خادم ہوں"

اسی طرح ایک موقع پر فرمایا۔

" بعض لوگ نکتہ چینی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسلام کیا ہے؟ یہ لوگ یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ میں اسلام سے ناواقف ہوں میں نے قرآن کریم کو بار بار غور سے پڑھا ہے اور جب میں نے یہ کہا تھا کہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم ہو گا تو یہ محض ادعا اور بڑ نہیں تھی۔"

(سپیچز اینڈ رائٹنگز آف مسٹر جناح ج ۱-۲ ص ۲۴۱-۲۳-۲۴(۱۰)

اسی طرح قیام پاکستان کے بعد گورنمنٹ ہاؤس پشاور میں قبائلی جرگہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں نے اب تک جو کچھ بھی کیا وہ اسلام کے ادنیٰ خادم کی حیثیت سے کیا میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا کروں"(۱۱)

آل انڈیا مسلم لیگ کے کونسل کے ایک اجلاس میں قائداعظم کی دل ہلا دینے والی تقریر کا مندرجہ ذیل حصہ ہر مسلمان کے مطالعہ میں آنا چاہیے۔

"مسلمانوں میں نے دنیا کو بہت دیکھا دولت شہرت اور عیش و عشرت کے بہت لطف اٹھائے اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یقین اور اطمینان لے کر مروں میرا ضمیر اور میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم اور مدافعت میں اپنا فرض ادا کر دیا میں آپ سے اس کی زوردار شہادت کا طلبگار نہیں ہوں میں چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل، میرا اپنا ایمان، میرا اپنا ضمیر گواہی دے کہ جناح تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا۔"

"جناح تم مسلمانوں کی تنظیم اتحاد اور حمایت کا فرض بجا لائے۔ میرا خدا یہ کہے کہ بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبے میں عالم اسلام کو سربلند رکھتے ہوئے مسلمان مرے"

شاہدوں کا بیان ہے کہ قائداعظم کے منہ سے یہ رقت آمیز الفاظ سن کر حاضرین زار و قطار رو رہے تھے یہ تقریر روزنامہ انقلاب ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء لاہور میں چھپی تھی (۱۲)

علامہ شاہ احمد نورانی کے دو تایا مولانا نذیر احمد خوجندی اور مولانا احمد مختار صدیقی کی خدمات سے مسلم لیگ کی تاریخ بھری پڑی ہے مولانا احمد مختار صدیقی بمبئی میں خطیب تھے قائداعظم ان کے نیازمندوں میں شامل تھے مولانا کے پاس قائداعظم کبھی کبھی حاضری دیتے تھے مولانا احمد مختار صدیقی عربی، انگریزی، اردو اور دوسری زبانوں میں بڑی دسترس کے مالک تھے قائداعظم کے معیار کے عالم دین تھے چنانچہ قائداعظم کی

شادی کا غلغلہ اٹھا کہ انہوں نے "رتن بھائی" سے نکاح کیا ہے رتن بھائی کے بارے میں مجلس احرار، جمعیت علماء ہند، یونینسٹ پارٹی نے شور مچایا کہ وہ آتش پرست ہے غیر مسلم ہے مگر شورش کاشمیری نے اپنی کتاب "بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل" میں اعتراف کیا ہے کہ رتن بائی مسلمان ہو گئی تھیں اور مولانا احمد مختار صدیقی نے انہیں مسلمان کرنے کے ساتھ قائداعظم سے نکاح پڑھایا" (۱۳)

مشہور عالم دین تحریک پاکستان کے سرگرم مجاہد اور قائداعظم کے مخلص معتمد مولانا محمد بخش مسلم نے ایک انٹرویو میں یہ انکشاف فرمایا۔

"جمعیت علمائے پاکستان کے صدر علامہ شاہ احمد نورانی کے سگے تایا مولانا نذیر احمد خوجندی بمبئی کی ایک جامع مسجد کے خطیب و امام تھے آپ کو اس علاقہ میں قائداعظم کا وکیل سمجھا جاتا تھا انتخابات میں آپ قائداعظم کے پولنگ ایجنٹ ہوا کرتے تھے۔ آپ قائداعظم کی شخصیت پر اس طور اثر انداز تھے کہ وہ آپ کے ہر مشورے اور رائے کو خلوص دل سے سنا کرتے تھے" (۱۴)

کچھ مورخین کا خیال ہے کہ قائداعظم کو راہ راست پر لانے میں مولانا شوکت علی اور مولانا اشرف علی تھانوی کا بھی ہاتھ تھا ممکن ہے کہ قائداعظم نے ان سے بھی کچھ اثر لیا ہو لیکن یہ کتنی عجیب بات ہے کہ پھر بھی آخر الذکر صاحب کے معتقدین "قائداعظم کو "شیعہ" ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور بار بار چھاپ رہے ہیں۔

"بانی پاکستان اپنے خاندان، پیدائش، شادی، وفات، تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ غرض یہ کہ اپنی زندگی اور تمام رسومات میں بالاعلان اور بالاعمال آغا خانی اسمٰعیلی تھے اور مسلمان خواہ ان کی اس حیثیت پر اور ان کے عقیدے پر چیں بجبیں ہوں لیکن خود ان کے لیے یہ بات قابل فخر سمجھی گئی اور اسی کا اظہار کیا گیا ہے" (۱۵)

اولاً جو خوش نصیب راہ راست پر آجائے اس کو دل و جان سے قبول کر لینا چاہیے نہ

کہ اس کے ماضی ہی کو "حرز جاں" بنالیں جب قائداعظم سچے مسلمان بن گئے تو پھر انہیں مسلمان تصور کر لیں ایسی کئی شخصیات ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے کیا اب ان کے ماضی کو فراموش نہیں کیا جائے گا؟ کیا مولانا عبید اللہ سندھی سے بھی ایسا ہی سلوک کیا جائیگا؟ ان کے خاندان اور پیدائش کا حوالہ دیا جائے گا؟

ثانیاً قائداعظم نے اپنی زندگی میں شیعہ رسومات پر کہاں تک عمل کیا ہے؟ کوئی مائی کالال یہ ثابت کر دے کہ قائداعظم نے اپنی پوری زندگی میں کسی ایک شیعہ مجلس میں شرکت کی ہو یا عبادت کے لیے امام باڑے گئے ہوں؟ یا ماتمی لباس پہنا ہو؟

ثالثاً قائداعظم ایک "راسخ العقیدہ" مسلمان تھے ان کی اس راسخ العقیدگی کی گواہ شاہجہان اعظم کی بنائی ہوئی شاندار مسجد ہے اور نگزیب عالمگیر کی یادگار لاہور کی بادشاہی مسجد ہے دلی کے فقیر دلق نشیں اور تاجدار روحانی نظام الدین اولیاء" کی خانقاہ ہے کون انکار کر سکتا ہے ان حقائق سے؟ پھر بھی کچھ اخبار' جبہ و دستار اور چند اشرار' فتنہ پرداز اس کے مذہب پر طعن کرتے ہیں اسکی مذہبیت کا مذاق اڑاتے ہیں" ملخصاً (۱۶)

قائداعظم کے ایک سابق اے ڈی سی جناب احمد محی الدین کی زبانی سنیے۔

" قائداعظم نماز پڑھتے تھے وہ پختہ عقیدہ کے مسلمان تھے اور فرقہ واریت پر یقین نہ رکھتے تھے جن دنوں خاکسار تحریک نے بیلچہ بردار رضاکاروں کو چنے اور گڑ دے کر کلکتہ کی جانب پیدل مارچ کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا ان دنوں قائداعظم علی گڑھ تشریف لائے ان کے اعزاز میں یونیورسٹی ٹینس لان کورٹ میں سوئمنگ پول کے نزدیک پارٹی دی گئی تقریب کے اختتام پر جیسے ہی اذان دی گئی قائداعظم فوراً ادھر تشریف لے گئے اور طلباء کی صف میں کھڑے ہو کر نماز مغرب ادا کی۔"

یہ ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے کہ قائداعظم شیروانی صاحب کے بنگلہ میں مقیم تھے تین بجے شب کے قریب فرسٹ فلور پر مسٹر جناح کے کمرے سے ایک زوردار آواز آئی میں خود برابر والے کمرہ میں مقیم تھا یہ آواز سن کر میں وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ محمد علی

جناح نیت باندھ کر نماز تہجد ادا کر رہے ہیں اور پانی کی ایک بوتل ٹوٹی پڑی ہے پتہ یہ چلا کہ اپنے خالق حقیقی کے سامنے سر بسجود ہونے کے لیے اٹھے تو کسی طرح بوتل سے ان کا ہاتھ ٹکرا گیا اور وہ گر کر چکنا چور ہو گئی۔

انہوں نے شعبہ جغرافیہ کے طلبہ کی ایک استقبالیہ دعوت میں اپنے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ دس کروڑ مسلمانوں کے لیڈر ہیں اور فرقہ واریت سے بالاتر ہیں؟ (۱۷)

تحریک پاکستان کے نامور کارکن اور مسلم لیگی رہنما مولانا مدرار اللہ مدرار نے ایک انٹرویو میں فرمایا

"وہ (قائداعظم) باقاعدہ نماز پڑھتے تھے اگر وہ کسی دورے پر بھی ہوتے تو جامع مسجد میں نماز ضرور پڑھتے تھے اور مذہبی نقطہ نظر سے کوئی تنقید کرتا تو وہ اسے ضرور قبول کرتے تھے سیاسی مذہبی دینی و اخلاقی لحاظ سے وہ بالکل سچے اور پکے مسلمان تھے" (۱۸)

شاہد ممتاز حسن مرحوم عینی شاہد کے طور پر ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

"۱۹۴۶ء میں جب قائداعظم سیاسی مذاکرات کے لیے لندن گئے تو دوران قیام جمعہ آگیا انہوں نے اپنے سیکرٹری سے کہا "میں کسی ایسی مسجد میں جمعہ کی نماز کے لیے جانا چاہتا ہوں جو کسی خاص فرقے سے متعلق نہ ہو اور جس میں غریب مسلمان نماز پڑھتے ہوں" چنانچہ جب قائداعظم مشرقی لندن کی ایک مسجد میں جمعہ کی نماز کے لیے پہنچے تو خطبہ شروع ہو چکا تھا لوگوں نے انہیں دیکھتے ہی صفیں خالی کر دیں تاکہ وہ سب سے اگلی صف میں بیٹھ سکیں لیکن خود انہوں نے آخری صف میں بیٹھنا پسند کیا حاضرین نے اصرار کیا کہ آپ آگے تشریف لے آئیں لیکن آپ نے فرمایا "میں یہیں ٹھیک ہوں میں دیر سے آیا ہوں کسی اور جگہ کا مستحق نہیں" (۱۹)

تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن اور تاریخ حسن ابدال کے مصنف پروفیسر منظور الحق صدیقی ایک سوالنامے کے جواب میں فرماتے ہیں۔

"قائداعظم کو پہلی مرتبہ ۳۱ جولائی ۱۹۳۸ کو دہلی کے کمپنی باغ میں ایک جلسہ

عام سے خطاب کرتے ہوئے سنا تقریر اردو میں تھی ازاں بعد انہیں متعدد بار دیکھا کئی بار سنا ان کے اعزاز میں دیئے جانے والے چار عصرانوں اور ایک دعوت میں شرکت کی ان کے ساتھ مسجد میں نماز باجماعت ادا کی" (۲۰)

مشہور مصنف اور ادیب جناب طالب ہاشمی نے ابو سلمان شاہجہان پوری کے مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے ماہنامہ "الحق" کے مدیر کے نام ایک خط میں فرمایا۔

"قیام پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے وہ لاہور آئے اور ایک دن بادشاہی مسجد لاہور میں نماز ظہر ادا کی امام صاحب سنی حنفی تھے بانی پاکستان نے ہاتھ باندھ کر نماز ادا کی اس بات کا راقم الحروف عینی شاہد ہے" (۲۱)

عصر حاضر کے معروف قلمکار جناب خلیل احمد رانا ہفت روزہ "زندگی لاہور" کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"قیام پاکستان کے بعد مولانا عبدالعلیم صدیقی جب پاکستان آئے تو پہلی نماز عید مرکزی عیدگاہ گراونڈ میں پڑھائی بابائے قوم محمد علی جناح نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی" (۲۲)

اگر "راسخ العقیدہ شیعہ" ہوتے تو کم از کم عید کی نماز تو کسی "امام بارگاہ" میں ادا کرتے لیکن انہوں نے ہمیشہ مسجدوں کا رخ کیا اور عام مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے رہے بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی وہ مسجدوں میں جمع ہونے کی تلقین کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان میں محکمہ نشریات کی رسم افتتاح کے موقع پر قوم کے نام ایک پیغام میں فرمایا۔

"آج جمعۃ الوداع ہے جو اس برصغیر کے مسلمانوں کے لیے خصوصاً اور دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے عموماً خوشی کا دن ہے ہمیں چاہیے کہ لاکھوں کی تعداد میں مسجدوں میں جمع ہو کر اللہ کا شکر ادا کریں اور اس کی ہدایت کے متمنی ہوں" (۲۳)

ان واضح اور روشن حقائق کے باوجود اگر کوئی کہے کہ قائد اعظم کسی مقدس بزرگ کے پیچھے نماز کے جواز کے قائل نہیں ہیں تو یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے کیا یہ جھوٹ بولنے والا لعنۃ اللہ علی الکٰذبین کے زمرے میں نہیں آئے گا؟

رابعاً قائد اعظم نے خود بھی کتاب و سنت کی اتباع میں اپنے آپ کو صرف "مسلمان" ہی کہا اور شیعیت سے بارہا دفعہ برأت کا اظہار بھی فرمایا۔

قائد اعظم عام طور پر طلباء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے یونین ہال (ڈرائنگ روم) میں ملنے کا وقت دیتے تھے اکثر صاحبان آپ سے وہیں ملتے سوالات کرتے اور تشفی بخش جواب پاتے اہل تشیع میں سے ایک صاحب کو یہ بات گراں گزر رہی تھی کہ قائد اعظمؒ اپنے عقیدہ کو کیوں چھپائے رکھتے ہیں اور اسے ظاہر کیوں نہیں کرتے اس لیے انہوں نے اس بات کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے قائد اعظم پر حضرت فاروق اعظمؓ کے بارے میں ایک ایسا سوال کیا جس سے ان کی ذات و صفات پر حرف آتا تھا قائد اعظم فوراً بات کی تہہ تک پہنچ گئے اور ان سے یوں مخاطب ہوئے۔ (ترجمہ یعنی "۔ اگر آپ تاریخ اسلام سے حضرت عمرؓ کو خارج کر دیں تو آپ کے پاس باقی رہ ہی کیا جاتا ہے؟) "TELL ME MY BOY IF YOU TAKE HAZRAT OMAR OUT OF THE ISLAMIC HISTORY WHAT IS LEFT OF IT"

قائد اعظم چونکہ ایک حقیقت پسند انسان تھے اور تاریخ اسلام پر گہری نظر رکھتے تھے اس لیے آپ متعصب فرقہ پرست تفرقہ پسند لوگوں کی طرح تاریخی حقائق کو قطعاً نظر انداز نہیں کرتے تھے اور نہ چشم پوشی سے کام لیتے تھے (۲۴)

عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) ملتان کے خصوصی معاون واحد حسین خان علیگ لکھتے ہیں ۔

"بجنور کی سیٹ پر مسلم لیگ نے حافظ ابراہیم کو چیلنج کیا دوبار الیکشن لڑا گیا جس میں مسلم

لیگ ہار گئی اور ابراہیم جیت گئے اس موقع پر مسٹر جناح مولانا شوکت علی، جمال میاں حامد بدایونی، میرے ہاں نجیب آباد میں مہمان رہے مولانا شوکت علی بڑے منہ پھٹ تھے انہوں نے کھانے کی میز پر مسٹر جناح سے سوال کیا کہ مسلمان آپ کو شیعہ کہتے ہیں تو مسٹر جناح نے جواب دیا کہ اول تو میں کوئی علماء میں سے نہیں ہوں میں مسلمانوں کا مقدمہ لڑ رہا ہوں جو سیرو وغیرہ نہیں لڑ سکتے دوسرے شیعہ کب سے نکلے ہیں؟ پیغمبر اسلام ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ میں سے کسی نے شیعہ مذہب نہیں بنایا نہ ظاہر کیا لہذا میں مسلمان ہوں یہ فرقہ بعد کی پیداوار ہے" (۲۵)

۱۹۴۴ء میں بد قسمتی سے لکھنو میں دشمنان اسلام نے مسلمانوں کو آپس میں لڑا رکھا تھا اور مدح وقدح صحابہ کی تحریک چل رہی تھی دوسری طرف گاندھی جناح مذاکرات جاری تھے۔

گاندھی جی نے ایک ملاقات کے لیے ۲۱ رمضان المبارک کی تاریخ مقرر کر کے قائداعظم کو اطلاع بھجی آپ نے ایک اخباری بیان کے ذریعے اس دعوت نامے کا یہ جواب دیا۔

"چونکہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کا دن ہے اس لیے اس روز گفتگو ممکن نہیں"

یہ بیان پڑھ کر لکھنوں سے مولانا ظفر الملک نے قائداعظم پر یہ الزام دھرا کہ شیعہ عقیدہ کو مسلمانوں سے منسوب کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں اس اعتراض کا قائداعظم نے اپنے روایتی انداز میں جواب دیا۔

"مجھے علم نہیں تھا کہ آپ جیسے کوتاہ نظر مسلمان ہنوز موجود ہیں یہ صرف شیعہ عقیدہ کا سوال نہیں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ چہارم تھے رمضان کی اکیس تاریخ کو بے شمار شیعہ و سنی مسلمان بلالحاظ عقائد یوم شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ مناتے ہیں"

قائداعظم کے قیام کوئٹہ کے دوران ایک شیعہ وفد آپ سے ملنے گیا اور حضرت غازی صاحب کی موجودگی میں اس وفد کے امیر نے یہ کہا کہ آپ ہمارے فرقہ میں سے ہیں تو آپ نے فی الفور اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا "NO I AM MUSLIM"

قائداعظم کے قیام کوئٹہ کے زمانہ میں غازی صاحب اکثر کوئٹہ رہا کرتے تھے غازی صاحب نے اپنے مکتوب گرامی ۷ فروری ۱۹۴۷ء بنام منشی عبدالرحمن خان میں لکھا۔

کوئٹہ میں "یوم حسین" رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شیعہ حضرات قائداعظم کو لینے آئے تھے آپ نے انکار کیا اور فرمایا۔

"مسلمانوں میں ایسی مجالس ہونی چاہیں جہاں تفرقہ نہ ہو اور آپ کے ہاں ایسی مجالس ہوتی ہیں جن کو میں پسند نہیں کرتا پرانی قربانیوں کا ذکر اچھا ہے لیکن اب فائدہ قوم کو اب جو مشکلات درپیش ہیں ان کا حل سوچنا چاہیے اور یہ بات مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق میں ہے" (۲۶)

ابو سلمان شاہ جہانپوری کے پاس اگر کوئی ایسے حوالہ جات ہیں جن میں قائداعظم نے اپنے آپ کو شیعہ کہنے پر فخر محسوس کیا ہے تو انہوں نے اپنے مضمون میں ان حوالوں کو نقل کیوں نہیں کیا؟

خامساً مضمون نگار کا یہ لکھنا کہ مولانا انیس الحسنین شیعہ عالم جنہوں نے گورنر جنرل ہاؤس میں شیعہ طریقے کے مطابق آخری رسوم انجام دی تھیں اور نماز جنازہ پڑھائی تھی (۲۷)

اس میں قائداعظم کا کیا قصور ہے؟ ممکن ہے شیعہ عالم نے بھی ابو سلمان شاہ جہانپوری کی طرح قائداعظم کو شیعہ سمجھتے ہوئے ان کی نماز جنازہ پڑھادی ہو آپ کی وفات کے بعد جب تجہیز و تکفین کا مرحلہ پیش آیا تو کیا کچھ ہوا آپ کے شریک جنازہ عبداللطیف سیٹھی کی زبانی سنیے۔

شیعہ حضرات نے لیاقت علی خان سے استدعا کی کہ انہیں اہل تشیع کے طریق کے مطابق قائداعظم کی میت کی تکفین وتدفین کرنے کا موقع دیا جائے لیاقت علی بھی بہت پریشان تھے کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہوگا آخر انہوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ محترمہ فاطمہ جناح سے مشورہ کیا جائے شیعہ حضرات مادر ملت کے پاس گئے اور استدعا دہرائی محترمہ نے قائداعظم کی وصیت کے کاغذات میں ایک فائل تلاش کر لی جس میں صراحت کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔

"وفات کے بعد ان کا جنازہ عام مسلمانوں کی طرح ہو اور مولانا شبیر احمد عثمانی پڑھائیں۔"

اس وصیت نے یہ مسئلہ بخیر و خوبی حل کر دیا اور ساتھ ہی قائداعظم کی دور اندیشی کی داد بھی سب کو دینا پڑی چنانچہ حسب وصیت مولانا شبیر احمد عثمانی نے آپ کی نماز جنازہ مسنون طریق پر پڑھائی اور ان کی ہمشیرہ محترمہ کی موجودگی میں ان کی تجہیز و تکفین مسنون طریق پر ہوئی اور اس طرح آپ آخیر تک صحیح لفظوں میں مسلمان رہے کسی فرقے سے منسلک نہ ہوئے" ملخصاً (۲۸)

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ مضمون نگار نے وہ جنازہ جو ایک مخصوص فرقہ کے چند لوگوں نے تنہائی میں اپنی مرضی سے پڑھا اسے تو دلیل بنا رہے ہیں لیکن جو جنازہ قائداعظم کی اپنی وصیت کے مطابق عام مسلمانوں کی طرح لاکھوں مسلمانوں نے پڑھا اسے بالکل نظر انداز کر رہے ہیں۔

اب آخر میں عدالت عالیہ کا فیصلہ بھی سن لیجیے۔

۱۹۷۱ء میں قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کے بھانجے نے محترمہ فاطمہ جناح کی جائیداد کا نظم و نسق چلانے کے لیے عدالت عالیہ ہائیکورٹ کراچی میں درخواست گزاری اس کی سماعت کے دوران عدالت عالیہ نے اٹارنی جنرل سید شریف الدین پیرزادہ، مفتی محمد شفیع کراچوی، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا محمد حسین، ایم این۔ کوتوال مرزا اختر حسین۔ ایم آر پیر بھائی اور محمد حنیف وغیرہ کے بیانات قلم بند کیے۔

شریف الدین پیرزادہ نے اپنی شہادت میں کہا کہ قائداعظم نہ شیعہ نہ سنی تھے بلکہ وہ ایک مسلمان تھے پیرزادہ نے عدالت کو بتایا کہ میرٹھ میں مسلم لیگ کے کارکنوں نے جب قائداعظم سے سوال کیا کہ وہ شیعہ ہیں یا سنی تو قائداعظم نے فوراً دریافت کیا کہ رسول اکرم ﷺ کیا ہیں ؟اس موقع پر قائداعظم نے تفصیل سے کہا کہ وہ حضرت محمد ﷺ کے پیروکار ہیں شیعہ 'یا سنی نہیں ہیں۔ پیرزادہ نے مزید بتایا کہ لکھنو کے ظفر الملک کے نام ایک مکتوب میں قائداعظم نے لکھا تھا کہ ۲۱ ماہ رمضان المبارک کا دن منانا صرف شیعہ عقیدہ کا مسئلہ نہیں ہے قائداعظم نے کہا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم چوتھے خلیفہ ہیں اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ مسلمان شیعہ یا سنی ہونے سے قطع نظر یہ دن منایا کرتے ہیں۔

پیرزادہ اس وقت پاکستان کے اٹارنی جنرل تھے انہوں نے اپنی شہادت میں قائداعظم کے خطوط اور ساٹھ فائلوں کا حوالہ بھی دیا جو مسلم لیگ کے اسسٹنٹ سیکرٹری شمس الحسن کے حوالے کی گئی تھیں۔پاکستان بینکنگ کونسل کے سابق چیئرمین محمد جعفر پیر بھائی نے عدالت کو بتایا کہ محترمہ فاطمہ جناح نے ایک گفتگو میں کہا تھا۔

"میں شیعہ نہیں ہوں میں سنی نہیں ہوں میں مسلمان ہوں"

رسول اکرم ﷺ نے ہمیں اسلام دیا ہے جو فرقہ وارانہ مذہب نہیں ہے۔

فاضل ججوں نے قرار دیا کہ عدالت اس حقیقت کو نظرانداز نہیں کر سکتی کہ اسلام کے ابتدائی ڈیڑھ سو برس میں فرقوں کا کوئی وجود نہیں تھا اور چار مسلک حنفی، مالکی شافعی اور حنبلی دوسری صدی ہجری معرض وجود میں آئے اور سنی عقائد کے متعلق کتابیں چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں لکھی گئیں۔

سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس عبدالحق قریشی اور مسٹر جسٹس عبدالرزاق تھیم پر مشتمل ایک ڈویژن بنچ نے قرار دیا کہ قائداعظم سچے

مسلمان تھے فرقہ واریت احساسات جذبات اور عقیدہ سے ماورا تھے' ان کا آئیڈیل حضرت رسول اکرم ﷺ ہیں اور قرآن پاک ہے جسے وہ مکمل ضابطہ حیات سمجھتے تھے قائداعظم کے فرقہ وارانہ عقیدہ کا حوالہ مہمل اور غیر متعلقہ ہے کیونکہ جسٹس عبدالقادر شیخ پہلے ہی فیصلہ دے چکے ہیں کہ قائداعظم سچے مسلمان تھے ان کا کوئی فرقہ وارانہ عقیدہ نہیں تھا وہ قرآن اور رسول ﷺ کے پیروکار تھے (۲۹)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے طفیل حق بات لکھنے کی توفیق عطا فرمائے نیز ایک سچے مسلمان کو مسلمان کہنے کی توفیق عطا فرمائے ہٹ دھرمی تنگ نظری اور ذاتی پرخاش سے بچائے - آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

حوالہ جات

۱ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۹۷ ص ۶۰

۲ رئیس احمد جعفری - قائداعظم اور ان کا عہد مطبوعہ لاہور ص 115

۳ عبدالرحمٰن خان منشی قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء ص 115

۴ پندرہ روزہ تحریک لاہور ۶ دسمبر تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۲ء ص ۳۳

5 ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور اگست ۱۹۸۳ء ص ۲۰

۶ آف ڈے میگزین روزنامہ پاکستان ۹ نومبر ۱۹۹۷ء ص ۹

۷ دیکھیے - ماہنامہ ضیائے حرم لاہور گولڈن جوبلی نمبر اگست ۱۹۹۷ء

8 دیکھیے - ماہنامہ الزکوٰۃ اسلام آباد دسمبر ۱۹۸۸ء ص ۲

9 ولی مظہر - ایڈووکیٹ عظمتوں کے چراغ ج ۶ مطبوعہ ملتان ۱۹۹۰ء ص ۸۵ے

10 ماہنامہ الزکوٰۃ اسلام آباد دسمبر ۱۹۸۸ء ص ۳

11 گلزار احمد بریگیڈئر - ارشادات قائداعظم مطبوعہ کراچی ۱۹۸۸ء ص ۶۹

۱۲ ولی مظہر ایڈووکیٹ - عظمتوں کے چراغ ج ۶ مطبوعہ ملتان ۱۹۹۰ء ص ۱۳ے

۱۳ (ا) پندرہ روزہ ندائے اہلسنت لاہور ۱۶ تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء ص ۴ بحوالہ ماہنامہ کنزالایمان لاہور تحریک پاکستان نمبر اگست ۱۹۹۵ء

(ب) ہفت روزہ احوال کراچی ۳۰ جنوری تا فروری ۱۹۹۲ء ص ۲۰، ۲۱ بحوالہ ایضاً

۱۴ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۸۵ء ص ۵۳ بحوالہ ایضاً

۱۵ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ستمبر ۱۹۹۷ء ص ۵۷

۱۶ رئیس احمد جعفری - قائداعظم اوران کا عہد مطبوعہ لاہور ص ۱۰۷

۱۷ روزنامہ جنگ قائداعظم ایڈیشن ۱۱ ستمبر ۱۹۹۷ء بحوالہ قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ از منشی عبدالرحمٰن ص ۱۱۲

۱۸ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۷ اگست ۱۹۹۲ء

۱۹ سعید راشد - گفتار و کردار قائداعظم مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۶۱

۲۰ مجلہ اوج لاہور قرارداد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر ۹۱-۱۹۹۰ء ص ۳۹۶

۲۱ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ستمبر ۱۹۹۷ء ص ۵۱

۲۲ خلیل احمد رانا - مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء ص ۴۸

۲۳ قمر تسکین - قائداعظم مہد سے لحد تک مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۱۱۲۴

۲۴ عبدالرحمٰن خان منشی - قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء ص ۱۱۱

۲۵ ایضاً // // // ص ۱۱۶

۲۶ ایضاً // // // ص ۱۱۷

۲۷ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۹۷ء ص ۶۰

۲۸ عبدالرحمٰن خان - منشی - قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء ص ۱۱۸

۲۹ روزنامہ جنگ ۱۲ اپریل ۱۹۸۰ء بحوالہ قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ ص ۱۱۹

قطعہ تاریخ وصال

حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ بانی مملکت خداداد پاکستان

سال ولادت ۱۸۷۶ء سال وصال ۱۹۴۸ء ۱۳۶۷ھ

فروغِ جہانِ سیاست
۱۸۷۶ء

شیرِ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی
۱۹۴۸ء

والیِ شہرِ تدبیر وبصیرت
۱۸۷۶ء

پاک کردار، بے تیغ سپاہی
۱۹۴۸ء

غُرورِ عشق
۱۸۷۶ء

اہلِ غفران
۱۳۶۷ھ

روئے رخشاں
۱۳۶۷ھ

مثبت کردار
۱۳۶۷ھ

فضیلتِ نوعِ بشر
۱۹۴۸ء

قائدِ اعظم دلاور
۱۳۶۷ھ

تعظیم ومحبت
۱۸۷۶ء

آہ وہ فخرِ ملت
۱۳۶۷ھ

عظیم حیثیت
۱۹۴۸ء

بے بدل دانا عظیم سیاست کار
۱۸۷۶ء

وقارِ ارضِ مشرق
۱۹۴۸ء

نمونۂ افتخارِ قیادت
۱۹۴۸ء

آہ غم رحلتِ محمد علی جناح
۱۹۴۸ء

مظہرِ حیدر
۱۳۶۷ھ

نتیجہ فکر - طارق سلطانپوری - حسن ابدال

تدبّر میں وہ یکتائے زمانہ
تھی مشہورِ جہاں اُس کی بصیرت
اُسے معلوم تھیں دُشمن کی چالیں
سمجھتا تھا وہ اسرارِ سیاست
نہ خائف کر سکا اُس کو فرنگی
تمام عالم میں تھی جس کی حکُومت
مُسلّط شرق پر بھی غرب پر بھی
بڑی تھی زیرِ گردُوں اُس کی قوّت
جلال اُس کا بہُت مرعُوب کُن تھا
تھی دہشت خیز اُس کی شان و شوکت
اُسے للکارنا آسان نہیں تھا
بہُت چھائی ہُوئی تھی اُس کی ہیبت
نہ ہندُو کر سکا اُس کو مُسخّر
جو رکھتا تھا ذہانت اور دولت
کئی اپنے بھی تھے اُس کے مُخالف
جنہیں حاصل تھی غیروں کی حمایت
نہ گھبرایا نہ وہ جھجکا کسی سے
وہ پختہ عزم و کوہِ استقامت
بظاہر وہ نحیف و ناتواں تھا
مگر ایمان کی رکھتا تھا طاقت

اُسے اِس بات کا کامل یقین تھا
کہ ہے اُس کا مقدّر فتح و نصرت
وہ محبوبِ خدا کا شیفتہ تھا
اُنہی کی اُس پہ تھی چشمِ عنایت
غلامِ خواجہِ کون و مکاں تھا
اُسے بخشی خدا نے یہ سعادت
رکھی بنیادِ پاکستان اُس نے
دلائی ہم کو آزادی کی نعمت
ہمیں دامِ غلامی سے چھڑایا
بہ تائیدِ خدا و جانِ رحمت
جبینِ وقت خم ہے اُس کے آگے
بہت اونچا ہے اُس کا تختِ عظمت
منوّر اُس کا ہو خاکی شبستاں
ہے فردوس منظر اُس کی تربت
کہا ہاتف نے طارق مجھ سے اُس کا
"وقار ارضِ مشرق" سالِ رحلت

۱۹۴۸ء

"یا حی کل نفسٍ ذائقۃ الموت"
۱۹۴۸ء

"مفرد الاعاظم"
۱۳۶۷ھ

"خدا پرست والہ حبیب اِلٰہ"
۱۳۶۷ھ

قطعۂ تاریخ قیامِ پاکستان

نتیجہ فکر - طارق سلطانپوری - حسن ابدال

مُسلسل بر کو چک پر رہی ہے
مسلمانوں کی صدیوں تک حکومت
ہوئی خاتم ہماری تمکنت کی
اٹھارہ سو ستاون کی ہزیمت
جو رزم آرا کبھی تھے ان کی دلکش
ہوئی بزم طرب کی زیب و زینت
اُنہیں ٹھہرے سُرود و رقص مرغوب
جو تھے اولاد ارباب شجاعت
جو تھے مردانِ میدان ان کے اخلاف
ہوئے دلداد گان بزم عشرت
تن آسانی بنایا مقصد زیست
کبھی تھی سخت کوشی جن کی فطرت
بنے ہم دشمنوں کا تر نوالہ
ہوئی جب ختم اپنی مرکزیت
ہوئی کثرت ہمارے دشمنوں کی
رہی موجود جب ہم میں نہ وحدت

فقط اپنی ہی کوتاہی تھی جس سے
زمین بوس ہو گیا ایوانِ عظمت
بنا ڈالا ہمیں محکوم اس نے
جو آیا تھا یہاں بہر تجارت
کچھ اہل حق نے کی بھرپور کوشش
چُنی راہ جہاد و استقامت
مگر جو اجتماعی غلطیاں تھیں
سزا سے بچ سکی اُن کی نہ ملت
ہُوا ہم سے وہی برتاو آخر
غلط کاروں سے جو کرتی ہے قدرت
ہُوئے دو چار جس انجام سے ہم
سبب اس کا ہے کیا صرف اپنی غفلت
ہماری ابتدا عہدِ اوج و اقبال
ہماری انتہا ادبارہ و نکبت
ہماری ابتدا تھی سر بلندی
ہماری انتہا پستی و ذلت
ہماری ابتدا تحسین شاباش
ہماری انتہا افسوس حسرت
ہمارے ساتھ دہلی میں جو بیتی
وہ ہے تاریخ کا ایک باب عبرت

بساط اقتدار الٹی جب اپنی
ہوئی قائم نصاریٰ کی حکومت
غلامی کا شکنجہ جب ہوا سخت
تو یاد آنے لگی گم گشتہ سطوت
پھر احساس زیاں ابھرا دلوں میں
جو تھی سوئی ہوئی جاگی وہ غیرت
پریشان ملتِ اسلامیہ کی
جب اہل فکر نے دیکھی یہ حالت
ہوئے مائل بہ جدوجہد و تحریک
ہوئی محسوس تنظیمی ضرورت
بنایا ایک نصب العین اپنا
بحال و مجتمع کی بکھری قوت
چُنا تحریک کا پھر ایک قائد
مثالی جس کا تھا رنگ قیادت
سمجھتا تھا تخولی وہ نظر در
وسیسہ کار مغرب کی سیاست
فریب و مکر رانبائے وطن سے
وہ تھا آگاہ مرد پاک طینت
کئی اپنے بھی تھے باطل کے ہمدرد
خبردار ان سے تھا وہ حق جبلت

شب تنزیل قرآن تھی وہ جس میں
خدا نے کی عطا ہم کو یہ نعمت
یہ تھا اس بات کی جانب اشارہ
کہ یہ خطہ ہو قرآنی ریاست
خوشا اس سال ہے پنجاہ سالہ
اس ارض پاک کا یوم ولادت
ادا شکر خدا طارق کریں ہم
ادائے شکر سے بڑھتی ہے نعمت
خدایا یہ رہے تیرے کرم سے
جہاں بروز تا روز قیامت
یہ گہوارہ ہو امن و عافیت کا
پھلے پھولے یہ گلزار اخوت
وقار و احتشام اس کا فزوں کر
بڑھا دنیا میں اس کی شان و شوکت
تیرا اسلام ہے بنیاد اس کی
رہے قائم اسی پر یہ عمارت
علم قرآن و سنت کا اٹھا کر
کرے اقوام عالم کی امامت

ہوئی یوں متحد اک منتشر قوم
کہ ہے اہل جہاد کو اب بھی حیرت
ہوئی جب قوم ساعی صدق دل سے
خدائے پاک نے بھی کی عنایت
جب اُمت نے کیا اظہار اخلاص
کرم فرما ہوئے سلطان امت
مشائخ بھی ہوئے سرگرم و فعال
رہے پیچھے نہ پیران طریقت
مکرم صاحبان علم و تقویٰ
گرامی رہنمایان شریعت
تھے اس تحریک آزادی کے حامی
انہوں نے اس میں کی بھرپور شرکت
خدا کے اولیاو صوفیا نے
علیٰ اعلان کی اس کی حمایت
غلامی کی شب تیرہ ہوئی ختم
گئے ملّت کے ایام نحوست
بڑی قربانیوں کے بعد نکلا
یہ آزادی کا سورج در حقیقت

سروش غیب نے فرمایا مجھ سے
یہ ہے ہنگام اظہار مسرت
کہو سال قیام اس کا کچھ ایسا
جو کیف انگیز ہو اور خوبصورت
عمل پیرا ہوا اس حکم پر میں
یہ میرا شرف میری سعادت
اس ارض خوشنما و دلکشا کا
ہے پیدائش کا سن "ماہ فضیلت"

۱۳۶۶ھ

yout, to play their due role in constructing the foundations of the newly born state. He pinned great hope int he occasion. On another occasion he said Now when foreign goverment has been replaced by our own government you must realise the new responisbilities. Your government is like a Garden. The Garden would flourish, if you would look after it. You should not hanker after Government jobs. You must direct your attention to new channels, new avenues new fields.

means a high sence of honour integrity, selfless service to the nation and a sense of responsibility . In Quaid's opinion proper education and training was quite essential for the character building of coming generations. He was very eager to develop the potentionialities of the youth having tested their energies in useful directions. There for he always urged upon the youth to learn unity, discipline, toleraction, good will and self reliance, Once he advised the students You should abandon strong language nad ideas. You could act as missionaries In the case of progress and advancement in your country, you must mould yourself into refined gentlemen of great principles and convictions. And you must prepar yourself for future responsibilities. He considered the students of the nation the masters of tomorrow (Naidu p -133 & 137).

Quaid-i- Azam advised the muslims particularly the students that under the changing circumstances they must take commercial, techinical and scientific education instead of taking degrees in arts and law. Simple degrees in B.Z and M.A were of on use. He impresed upon the Muslim students that they should learn technical education, like shorthand and type-writing , He wanted the muslim intelligentia the Muslim educated classes and t he Muslim

Mohammad (PBUH) once said: "Acquire knowledge, even if you havr to travel to China"

Quaid-i- azam was perhaps the first man after Sir Syed who impressed upon the Muslims to get educated in order to jointly fight against British imperialism. At one time when Britishers were adopting an unacceptable system in India. But the Quaid criticised ths unreasonable and unreational attitude of th eBritish government and vociferiously made it clear that the government could not debar millions and millions of people from acquiring education on the pretext that they might demand more rights. The Quaid said: Education does not mean sedition. Educated and intelligent people could be more helpful for the government .The prosperity and eadvancement of a nation depends upon its intelligentsia"

For Pakistan Quaid always considered education essential. He was not an educationist himself, but his ideals were simililar to that of great academists like Spencer and Russell, Once he maintained. Education does not merely mean academic education and even that appears to be of a very poor type. What we have to do is to mobilise our people and build up the character of our future generations. This

committee to restart its workm Consequently, the committee held the first All - Pakistan Educational Conference at Karachi in 1947 . Quaid was actually a staunch advocate of mass 0 education. He had a clear concept of it s importance. He knew very well that with out educating the people, he could not fight the battie of freedom for even after winning the game, it would not have been possible to keep the nation free had it not been educated to the changing circumstancesWe cannot forget the glorious services rendered by Sir, Syed Ahmad Khan. He was th e man, who long before Quaid's practical participation in Indian politics, had called upon the Muslims to educate themselves if they really wanted freedom. After partition, Quaid attached immenseimportance to education because it was mor important to equip the people so that they could play their roles positively in building the new state, Modern and sophisticated knowledge was the secret of progress.

He was of the opinion that it was the sole responsibility of every civilised government to educate its poeple. He once maintained without education it was complete darkness and with education it was light .It is a matter of agreat satisfaction that we are mall Muslims and belong to a religion which was earnestly enjoined its followers to get educated. Our last prophet

education. His active participation in the discussions on education issues, proves how keen he was to improve advance and modernise the education in India, As a matter of fact, Quaid was not satisfied with the education system prevalent at that time in undivided India, because it was not suited to the people of the sub- continent. It had been devised by the British policy makers and was simply aimed at producing a force of uneducated persons who culd only serve the purpose of British imperialism. By adopting this kind of system in India, the British government did not furhter the cause of education. In fact they were trained to serve their foreign lords with due respect. Quaid did not want Muslims to join this class. It was perhaps, due to this reason that Quaid had started to ponder over a new education system long before the emergence of Pakistan. In 1946m when Quaid was the president of the All - India Muslim League he appointed a committee of educationists to prepare a new system before the birth of the new state. But due to some unavoidable circumstances, the committee could not work wholeheartedly, It could not prepare the framework of the education system that could be adopted immediately in Pakistan after partition.

However, immediately after Pakistan's establishment Quaidagain directed the

QUAID ON EDUCAITON

BY T.M.BUTT.

Education means producing goodness, righteousness, wisdom, discernment, intellect, dignity, intelligence, refinement of cultured and civilised characters in an individual as well as a nation. The significant role it plays in the making of a nation can be well imagine from the fact that every advancement that has been made in the world, centres round education, Education awakens our dormant faculties and takes them to perfection. It enlightens our mental qualities. It gives us an awareness to understand things in their true preception. We infact .

Are able to distinguish between right and wrong only through education. a people cannot play a constructive role in the progress of their country unless they are educated. A good and helthy education system is indispensable for the survival of a nation.

Quaid-i Azam Mohammad Ali Jinnah (RUA) the father of the Nation, whose 1914 birth anniversary we are celebrating served the cause of education throughout his life, He was anxious to try a new system which he had in his mind and could be adopted in Pakistan. Even before partition, he rendered meritorious services to the betterment of

reply will be in the negative beacause we did not concentrate on these ideals and spent our time in causeing rifts rather than forging unity amongst our ranks. We have never bothered to think over the guiding principles of the father of the nation with the result that, not only are social evils rempant in society but the stability and progress of the country have also badly affected. Let us once again resolve to rededicate ourselves to the ideals a nd values hedl by dear Quaid-i- Azam Putting behind all our petty differences, we shouldalso make a pledge to work unitedly for the well being of the country. The task before the newly celcted members of the National Assembly is not only to forge unity in order to form a stable Government in the country to wipe off the social evils in gague in ou r society but also to work hard for the progress and prosperity of the country in the ligh of Quaid's guiding principles.

but now it has been accepted, it is the duty of every one of us to loyally abide by it and honourably act accordint to the agreement which is now final and binding on all. On sides of Hindusan and Pakistan, there are sections of people, who may not agree with it, who may not like it but in my judgement there was no other solution and I am sure history will record its verdict in favour of it. And what is more, it will be proved by actual experience as we go on, that it was the only solution of India's constitutionla problem.

Continuing his speech, the Quaid further Emphasised the need of maintaining sectrian hermony in the newly born state. He said, Now if we want to make this great state of Pakistan happy and prosperous we should wholly and solely concentrate on the wellbeing of the people, and especially the masses and the poor. If you work in cooperation, forgetting the past burying the hatchet, you are bound to succeed. Iff you change your past and work together in a spirit that every one of you, no matter to what relations he had with you in the past no matter what his colour casl or creed is first, second and last a citizen of this state with equal rights, privilieges and obligations, there will be no end to the progress you will make.

INDEPENDENCE AND AFTER.

Let the mind brood awhile whetehr the Quaid's ideal have been upheld, of course our

paid little attention towards the prevailing conditions in the country. Jobbery and nepotism are two evils which have actually emciated the whole fabric of our society . Even after becoming I ndependent, we could not control this menace. The next thing which the Quaid pin- pointed was jobbery and nepotism. He stated. The next thing that strikes me is this .Here again is a legacy which has been passed on to us. Along with many other things good and bad, had arrived this great evil the evil of nepotism and jobbery I want to make it quite clear that I shall never tolerate any kind of jobbery nepotism or any influence directly or indirectly brought to bear upon me. Whereever I find that such a practice is in voguae or is continuing anywhere low or high I shall certainly not countenance it.

AN INDEPENDENT

It goes without saying that the ivision of Inia was not accepted by some elements both in India and Pakistan. Acts of sabolage, ethenic roits an embittered rivalry are some of the hani- work of these iabolic elements which have never accepted Pakistan from the core of their hearts. Stating the indipensibility of an independent state for the Muslims of un- divided India, the Quaid explained.

I now there are people who dont quite agree with the division of India and partition of the Punjab and Bangal, Mach has been said against it,

BLACK- MARKETING.

The Quaid commented: Blackmarketing is another curse. I think that black - marketeers are frequently caught and punished According to our judical laws sentences are passed and sometimes fines are imposed. In our distressed conditions, when we constantly face shortage of food and other esential commodities of life, person who does black - marketing commits a greal crime than the most grevous one.

These blackmarketeers are really knowing intelligent and ordinarily responsible people, and when they indulge in black - marketing. I think they ought to be very severly punished because they undermine the entire system of control and regulation of foodstuffs and essential commodities. They cause starvation and want and even death.

There is no denying the fact that shortage of essential commodites is always caused during the month of remdhan and other festivals. black marketeers store the material to create artificial shortage in the marekl and sell their articles at higher rates after some time. This menace is beyond control and despite numerous steps taken by the Government, they could not stop it.

JOBBERY AND NEPOTISM.

We somehow achieved independence , but we

REGISTERED C.P. L NO 330 MONTHLY

KANZ- UL- IMAN

ENGLISH/ URDU

CHIEF EDITOR
MUHAMMAD NAEEM TAHIR RIZVI

POSTAL ADDRESS 1422/6
DELHI ROAD SADDAR
LAHORE PAKISTAN
POST CODE NO. 54810
Ph. 371927-372927

SUBSCRIPTION
MONTHLY Rs. 10.00
YEARLY Rs.110.00

SEP. 1998 VOL NO.8 EDITION NO.9

THE QUAID SAID

BY T.M.BUTT.

The Quaid Said "One of the big gest curses from which India is suffering _ I don't say that other countries are free from it, but I think our position is much worse___ is bribery & corruption.

That really is a poison. We must put that down with an iron hand, and I hope you will take adequate measure as soon as possible. Shouldn't we feel ashamed of ourselves that these two social crimes have penetrated so deep in our so ciety that it seems impossible to eradicate them. A period of nearly 41- years has gone by but these curses have not been wiped out from our society.

Monthly **KANZ-UL-IMAN** English/ Urdu

Ph #. 372927-371927 LAHORE - PAKISTAN Regd. C.P.L 330